ہدیہ ۲۵ پیسے


۱۱ محرم ۱۳۹۰ھ، ۲۰ مارچ ۷۰ء

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ»، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا صَرِيْحٌ فِیْ اَنَّهٗ يَنْبَغِیْ اَنْ لَا يَتَكَلَّمَ اِلَّا اِذَا كَانَ الْكَلَامُ خَيْرًا، وَهُوَ الَّذِیْ ظَهَرَتْ مَصْلَحَتُهٗ وَمَتٰى شَكَّ فِیْ ظُهُوْرِ الْمَصْلَحَةِ فَلَا يَتَكَلَّمُ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا جو کوئی اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ تو اس کو خبر کی بات کرنی چاہئے۔ یا پھر خاموش رہے (بخاری ومسلم) امام نوویؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ حدیث۔ اس بیان میں صریح ہے۔ کہ نہ بولنا واجب اور ضروری ہے۔ مگر جب گفتگو میں خیر اور بھلائی ہو۔ اور وہ وہی کلام ہے کہ جس کے بیان میں کوئی (خاص) مصلحت موجود ہو۔ اور جس وقت مصلحت کے ظاہر ہونے میں شک وشبہ ہو تو پھر کلام نہ کرے۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰى رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْمُسْلِمِيْنَ اَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مسلمانوں میں سے کون سا افضل ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جس شخص کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سالم اور محفوظ رہیں (بخاری ومسلم)

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «مَنْ يَضْمَنْ لِیْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ»، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص مجھ کو اپنے دونوں کلوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دونوں پیروں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی (حفاظت کی) ضمانت دے دے تو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہو جاؤں گا (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا يُلْقِیْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا يُلْقِیْ لَهَا بَالًا يَهْوِیْ بِهَا فِیْ جَهَنَّمَ»، رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ بندہ بعض اوقات زبان سے خدا کی خوشنودی کی بات کرتا ہے۔ لیکن وہ بندہ اس کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا۔ اور خداوند تعالےٰ اس کے بدلہ میں اس کے درجات بلند کر دیتا ہے۔ اور بعض اوقات بندہ اللہ تعالےٰ کی ناراضی کی بات کر بیٹھتا ہے۔ اور وہ اس حقیقت سے واقف نہیں ہوتا۔ اور وہ بات اس کو جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔

وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَدِّثْنِیْ بِاَمْرٍ اَعْتَصِمُ بِهٖ قَالَ: «قُلْ رَبِّیَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ»، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَیَّ؟ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ ثُمَّ قَالَ: «[illegible] هٰذَا» رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

ترجمہ۔ حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ مجھ کو کوئی ایسی چیز تبلائیے، جس کو میں مضبوطی کے ساتھ پکڑ لوں آپ نے فرمایا کہو میرا رب اللہ تعالےٰ ہے۔ اور پھر اس پر مضبوطی سے جمے رہو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جن چیزوں کو آپ میرے لئے خوفناک خیال کرتے ہیں۔ وہ کون سی چیز ہے۔ آپ نے اپنی زبان کو پکڑا۔ اور فرمایا۔ یہ ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ، فَاِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ! وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِیْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ بغیر اللہ رب العزت کے ذکر کے زیادہ کلام نہ کیا کرو۔ اس لئے کہ بغیر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کے زیادہ کلام کرنا یہ قلب کے لئے سختی کا باعث ہے۔ اور اللہ رب العزت سے سب سے زیادہ دور وہ انسان ہوگا۔ جو سخت دل والا ہے۔ (ترمذی)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ، وَشَرَّ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے دو کلوں کے درمیان (زبان) کے شر اور دو پیروں کے درمیان۔ (شرمگاہ) کے شر سے محفوظ رکھا۔ تو وہ شخص جنت میں داخل ہوا (ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا۔ اور کہا حدیث حسن ہے۔

---

شانِ رسولؐ کس کی زباں کر سکے بیاں
بالاتر از شعور مقامِ رسولؐ ہے
تصدیق باللساں بھی ضروری سہی مگر
مومن ہے وہ جو دل سے غلامِ رسولؐ ہے
مضطر یہ سب وسائل ارضی ہیں جانکاہ
بس اک حیات آفریں نامِ رسولؐ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# خدام الدین لاہور

۱۱ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ
۲۰ مارچ ۱۹۷۰ء

جلد ۱۵
شمارہ ۴۴

فون نمبر ۶۷۵۴۵

## مندرجات

* احادیث الرسولؐ
* اداریہ
* مجلس ذکر
* مولانا عبدالغفور مدنی رحؒ
* توبہ کی حقیقت
* درس قرآن
* احترام محرم الحرام
* شہادت حضرت امام حسین رضؓ
* حضرت امام مالک رحؒ
* بنات اسلام
* پاکستان میں عیسائیت کی رفتار ترقی
* اور دوسرے مضامین

مدیر مسئول :
مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ :
مجاہد الحسینی

# ماہِ محرم الحرام اور شہداءِ کربلا

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؓ، ابتداء ہے اسمٰعیلؑ

ماہِ محرم سے سنِ ہجری کا آغاز اور مسلمانوں کا سالِ نو شروع ہوتا ہے۔ فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلامی نظمِ مملکت کے لئے جہاں اور بہت سے انقلابی اقدامات کیۓ وہاں عیسائیوں کے نظامِ اوقات کے مقابلہ میں اہل اسلام کے اپنے نظامِ اوقات کی ترویج وترتیب ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ اس کے لئے ذوالنورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے محرم الحرام کو ماہِ اوّل قرار دیا۔ اس مہینہ کی عظمت و فضیلت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ ایک روایت کے مطابق حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے روزوں کے بعد افضل ماہِ محرم کا روزہ ہے یعنی یوم عاشورہ کا، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ہمارے ہاں ماہِ محرّم سے مراد صرف واقعۂ شہادتِ کربلا قرار پا رہی ہے۔

یہ صحیح ہے کہ واقعۂ شہادتِ کربلا اسی ماہ میں ظہور پذیر ہوّا اور بذاتِ خود یہ واقعہ ہماری ملّی تاریخ کا ایک عظیم سانحہ ہے۔ حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان سمیت جو مثالی قربانی پیش کی ہے ملّتِ اسلامیہ کے لئے عبرت و بصیرت کا اسوہ اور کیا ہو سکتا ہے؟

لیکن اس عظیم قربانی کی یاد منانے کے لئے ہمارے ہاں جو طریقے ایجاد ہو رہے اور رواج پکڑ رہے ہیں کیا حضرتِ حسینؓ نے انہی مقاصد کے حصول کے لئے اتنی عظیم الشان قربانی دی تھی اور ہمیں اپنے ان قابلِ صد افتخار اسلاف کی یاد منانے کے لئے واقعی یہی کچھ کرنا چاہیئے جو ہم کر رہے ہیں؟

اسلام اور ملّتِ اسلامیہ کو آج بھی وہی معرکہ درپیش ہے جو کربلا میں تھا۔ آج بھی کوفہ و بغداد اور شام و فلسطین کی طرف نگاہ اٹھائیے۔ یہود و نصاریٰ کی چیرہ دستیوں اور جفاکیشیوں کے جانگداز واقعات معلوم کیجئے اور غور کیجئے کہ آج وہاں کے مسلمانوں پر اسرائیلی یہودی اور امریکی سامراج جو لرزہ خیز مظالم ڈھا رہے ہیں کیا وہ معرکۂ کربلا کی یاد تازہ نہیں کر رہے ——؟

کیا اسلام اور ملّتِ اسلامیہ پر اس سے بھی زیادہ نازک وقت کوئی اور آ سکتا ہے؟ واقعۂ شہادت کربلا سے ہمیں یہی درس و بصیرت ملتی ہے کہ اسلام کی سربلندی اور ملّت اسلامیہ کے تحفظ و بقاء کے لئے اگر جان کی بازی بھی لگانا پڑے اور پورے خاندان کو بھی اس قربان گاہ پر پیش کرنے کی نوبت آ جائے تو کسی قربانی سے دریغ نہ کیا جائے۔

دنیا بھر کے مسلمان شہیدِ کربلا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اسوۂ حسنہ کو پیشِ نگاہ رکھیں اور کوئی جرأت مندانہ اقدام کا فیصلہ کر لیں تو آج اسلام اور اسلامیانِ عالم پر باطل قوتوں کی یورش کا ایسا منہ توڑ جواب دیا جا سکتا ہے کہ کفر و طاغوت کے مکروہ عزائم خاک میں مل جائیں اور حق و صداقت کا عَلم پوری شان و شوکت کے ساتھ سرفراز و سربلند رہے۔

## منزلِ مقصود

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ دنیا میں اس وقت تک جتنے بھی سیاسی اور معاشی نظام وجود میں آ چکے ہیں ان سے انسانی مسائل کا کوئی حقیقی اور پائدار حل نمودار نہیں ہو سکا۔

انسان کا اصل مسئلہ اس تفریق و تقسیم کا ہے جو اسے زیردست و بالادست طبقوں میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔

یہ ہی وہ ظلم ہے جس نے نوعِ انسانی کو

ہمیشہ پامال رکھا اور ہر مصلح و مفکر اس پامالی کے مداوا کے لئے غلطاں و پیچاں رہا۔

دَورِ جدید کے دو نظریے، جمہوریت و سوشلزم انسانوں کی سیاسی اور معاشی پامالی کو ختم کرنے کے لیے وجود پذیر ہوئے تھے اور ان دونوں کو قوموں کی قوموں نے قبول کیا۔

لیکن اس اعتراف کے بغیر چارہ نہیں کہ یہ دونوں اپنے مقصد کے حصول میں قطعی ناکام ہو گئے۔

جمہوریت سیاسی جبر کو دنیا سے ختم نہ کر سکی اور استبداد اس کے سایہ میں بھی دندناتا رہا۔ اسی لئے شاعرِ مشرق علامہ اقبال کو صاف صاف کہنا پڑا کہ ع

"دیوِ استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب"

اور اسی طرح اشتراکیت، معاشی مساوات کا خواب بھی پورا نہیں کر سکی۔ چنانچہ علامہ اقبال کی زبان میں کہنا پڑتا ہے۔ ع

طریقِ کوہکن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی

چنانچہ ان دونوں نظام ہائے سیاسی و معاشی کے تجربات ناکام ہو جانے کے بعد ضرورت ہے کہ نوعِ انسانی کو ایک ایسے نظام کی طرف لایا جائے جو اسے سیاسی اور معاشی تفریق و جبر سے آزاد و گلو خلاصی کر سکے۔

اسلام کے بارے میں دوست و دشمن سب ہی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس نظام کے دورِ اوّل میں سیاسی، سماجی اور معاشی یکسانیت کا جو نمونہ دنیا نے دیکھا اس سے اس کی گذشتہ اور آئندہ تاریخ یکسر خالی ہے۔

پاکستان اسی اسلام کے نام سے وجود میں آیا تھا اور جمہوریت و اشتراکیت کے فریب کی شکار دنیا کو بجا طور پر امید تھی کہ اگر اس خطۂ ارض پر اسلام کا سیاسی و معاشی تجربہ کامیاب رہتا ہے تو موجودہ دنیا کو اپنے دکھوں کا صحیح علاج ہاتھ آ جائے گا۔ لیکن

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

قیامِ پاکستان کے فوراً بعد ہی سامراج دوست عناصر نے اس نوزائیدہ مملکت کو مغربی طاقتوں اور ان کے سیاسی نظام جمہوریت کی جھولی میں پکے پھل کی طرح ڈال دینے کی جو سودے بازانہ کوشش کی۔ افسوس ہے کہ اس طرح دنیائے انسانیت کو جمہوریت و اشتراکیت کے دامہائے زریں و رنگیں سے نکل کر اسلام کی خیر و برکت کے آغوش میں پناہ حاصل کرنے کا جو قیمتی موقع میسّر آنے والا تھا۔ وہ نہ صرف ضائع ہو گیا بلکہ خود پاکستان سیاست و معیشت کے گوناگوں عذابوں میں مبتلا ہو کر اپنی منزل سے کہیں دُور رہ گیا اور اب وہ خود اپنے مصائب کا حل تلاش کرنے کے لئے کبھی مغربی جمہوریت کی طرف نظریں اٹھا رہا ہے تو کبھی اشتراکی معیشت کی طرف

یک لحظہ غافل بودم صد سالہ راہم دُور شد

حالانکہ اگر آج بھی تمام نزاعات و تصادم سے علیحدہ ہو کر گذشتہ ۲۲ سال کے سامراجی و سرمایہ داری کے اثرات ختم کر کے اور اشتراکیت کے دامن سے بچتے ہوئے اسلام اور صرف اسلام کو پاکستان کی اساس بنا لیا جائے اور اس پر اپنی تعمیر نو کا آغاز کر دیا جائے تو کوئی عجب نہیں کہ ۲۲ سالہ ماضی کی غلط کاریوں کی بھی تلافی ہو جائے پاکستان صحیح معنی میں خوشحال، مستحکم اور قابل رشک حیثیت کا مالک بن جائے اور دنیا پاکستان میں اسلام کے کامیاب تجربہ کو دیکھ کر جمہوریت و اشتراکیت کی فریب ناک قبائیں چاک کر کے رحمۃ اللعالمین کے سایہ میں پناہ لے لے۔ (کمال)

# اسعدِ زماںؒ جانشینِ شیخ الاسلامؒ

حضرت مولانا الحاج سیّد محمد اسعد میاں مدنی دامت برکاتہم کا پاکستان میں وردِ مسعود اور پروگرام

حضرت مدظلہ، کراچی سے ۱۸ مارچ بروز بدھ بذریعہ خیبر میل روانہ ہوں گے ۱۹ مارچ صادق آباد سے رحیم آباد تشریف لے جائیں گے دوپہر کو وہیں قیام فرمائیں گے نماز ظہر تک دین پور شریف پہنچ جائینگے۔ رات بھی وہیں گذاریں گے ۲۰ مارچ بروز جمعہ کو صبح خان پور سے کوئٹہ ایکسپریس میں سوار ہو کر ملتان پہنچ جائیں گے ۲۱ مارچ بروز ہفتہ بذریعہ ہوائی جہاز ۱۰ بجے لائلپور پہنچیں گے اسی وقت بذریعہ کار ڈھڈیاں تشریف لے جائیں گے شام کو سرگودھا سے چناب ایکسپریس میں سوار ہو کر جہلم پہنچیں گے رات وہیں قیام فرمائیں گے ۲۲ مارچ بروز اتوار صبح ریل کار سے راولپنڈی، شام کو بذریعہ ہوائی جہاز پشاور ۲۳ مارچ کو سکھاکوٹ اور اکوڑہ خٹک ۲۴ مارچ بروز منگل لاہور تشریف لے آئیں گے (لاہور کا قیام اور پروگرام فون نمبر ۶۷۵۴۵، ۶۶۷۱۵ اور ۶۲۹۳۲ سے معلوم کر سکتے ہیں) (حاجی بشیر احمد)

## نتیجہ وفاق المدارس العربیہ

وفاق المدارس العربیہ کے سالانہ امتحانات کا نتیجہ خدام الدین کی آئندہ اشاعت میں شریکِ اشاعت کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ۔

خواہش مند حضرات پرچہ کی مطلوبہ تعداد سے دفتر کو جلد مطلع کریں۔ (ادارہ)

## مجلسِ ذکر

# اللہ تعالیٰ کسی پر ناروا ظلم و زیادتی نہیں کرتے

حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : اَمَّا بَعْدُ :-
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :-

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰہُ وَلٰکِنْ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ○ (آل عمران ۱۱۷)

ترجمہ : اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

### اسلام دینِ قیّم ہے

بزرگانِ محترم معزز حاضرین و محترم خواتین! قرآن حکیم کی ایک آیت کا چھوٹا سا ٹکڑا میں نے آپ کے سامنے پڑھا ہے اس میں حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کرتے۔ انسان جب کوتاہی کرتا ہے تو اس کی سزا پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک ضابطہ ہے، قانون ہے۔ قانون کے بغیر دنیا کے اندر انسان نہیں رہتے۔ یہ قانون ہی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (المائدہ ۳) کا ٹھپّہ لگا دیا۔ اور تا قیامت جوں کا توں رہے گا۔

### ہر شخص اپنے اعمال سے آگاہ ہے

مکان مکین سے ہوتا ہے، مکین نہ ہو تو مکان کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ ہمارا جسم اور ڈھانچہ مکان ہے اس کا مکین روح ہے۔ روح نکل گئی تو پھر انسان کا ڈھانچہ بیکار ہے۔ میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں، کسی مملکت میں جرم کرکے آپ دوسری مملکت میں پناہ لے سکتے ہیں لیکن خدا کی خدائی سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں —— فارسی میں کہتے ہیں۔ ع

نویسندہ داند کہ در نامہ چیست

(خط لکھنے والے کو پتہ ہے کہ خط میں کیا ہے)

میرے اعمال جو ہیں اُن سے میں باخبر ہوں، جو آپ کے اعمال ہیں اُن سے آپ باخبر ہیں۔ خدا بھی جانتا ہے۔ قیامت کے دن اعمال نامہ اگر دائیں ہاتھ میں مل گیا تو کامیاب اور بائیں ہاتھ میں ملا تو ناکام۔ اس دن سب کچھ کھل کر سامنے آ جائے گا تو وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰہُ وَلٰکِنْ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ○ مثال کے طور پر ایک لڑکا سکول نہیں جاتا، استاد کا لیکچر نہیں سنتا، امدادی کتابوں سے استفادہ نہیں کرتا۔ تو نتیجہ ظاہر ہے اب وہ کسی کو مطعون کرے تو کیونکر کر سکتا ہے۔ قصور تو سراسر اس کا اپنا ہے۔ بعینہٖ جس شخص کے اعمال ہی صفر ہوں، نہ کلمہ، نہ نماز، نہ حج، نہ زکوٰۃ، نہ روزہ، نہ حقوق العباد، نہ حقوق اللہ۔

نہ صورت نہ سیرت نہ خالش نہ خط
بمحبوب نامش نہادند غلط

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت و عظمت کا ہم بڑا پرچار کرتے ہیں لیکن عملاً حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے بالکل دور ہیں، کوئی اُن سے تعلق نہیں تو کیا یہ عشقِ رسولؐ جھوٹا نہیں ہے؟ یعنی دعویٰ کچھ اور عمل کچھ۔ اسی لئے ہمیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ ط دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جو کروگے سو بھروگے۔

### نیکوں کی صحبت کا اثر

حدیث شریف میں آتا ہے کچھ فرشتے عبادت گذاروں اور ذاکروں کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ جب وہ کسی جماعت کو پا لیتے ہیں تو پھر دوسرے فرشتوں کو پکارتے ہیں کہ آؤ جن کی تلاش میں ہم نکلے تھے وہ ذاکر یہ بیٹھے ہیں۔ حدیث شریف میں تفصیل آتی ہے کہ ایک آدمی کسی ذاکر سے گفتگو کے لئے انتظار میں بیٹھا ہے، وہ ذاکر ذکر میں مشغول ہے جب وہ ذکر سے فارغ ہوتا ہے اور اس سے اس کا تعلق قائم ہوتا ہے تو ان کی بات ہوتی ہے۔ جب اس ذاکر اور عبادت گذار کا نامۂ اعمال اللہ کے ہاں فرشتے پہنچاتے ہیں تو وہاں فرشتے متعین کرتے ہیں کہ یہ ذاکر ہے اور یہ ذاکر کا دوست ہے جو اس کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ذاکر کے دوست کو بھی اتنا ہی اجر دیں گے کیونکہ وہ ہمارے کسی دوست کو ملنے کے لئے آیا تھا۔ تو وہ ذاکر کا دوست اپنے دوست کے صدقے میں بخشا گیا۔ لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص مجرم ہے اور اس کا کوئی دوست ہے تو وہ اس دوست کو بھی سزا دے دے۔ نہیں ایسا نہیں۔ اندازہ لگائیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا۔ آپ ظلم پہ ظلم، گناہ پہ گناہ کئے جا رہے ہیں پھر بھی وہ اتنا مہربان ہے کہ ذاکر کا دوست بھی بخشا جا رہا ہے۔ اس کی مہربانی کی انتہا یہ ہے کہ ذاکر کا دوست اگرچہ گنہگار ہے تو اللہ تعالیٰ اس ذاکر کے ثواب میں اس گنہگار کو بھی شریک کر دیتے ہیں اُس کے عیب میں شریک نہیں کرتے۔ فرض کیجئے ایک باپ اپنے بیٹوں کو سزا دیتا ہے اُن کی تربیت کرتا ہے، وہ باز نہیں آتے، باپ کو سزا نہیں ہوگی۔ لیکن نیکی میں اللہ تعالیٰ کی رحمت دیکھئے بچہ حفظ کرتا ہے تو تاج ماں باپ کو پہناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً ص (آل عمران ۱۳۰) — نیکی میں اجر بڑھاتے ہیں اور بدی میں اللہ تعالیٰ ناپ کے دیتے ہیں — قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "ان کے ساتھ بیٹھئے جو صبح و شام

اللہ کی یاد کرتے ہیں۔ سو جو ذاکر نہیں، غافل ہیں، اُن کے ساتھ بیٹھنا نہیں چاہیئے۔

## مغربی تہذیب کی مذمت

قرآن میں اللہ نے فرمایا ہے۔ اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً (البقرہ ٢٠٨) یعنی پورے کے پورے مسلمان ہو جاؤ —— یہ نہیں کہ آدھا تیتر آدھا بٹیر۔ کہ تعلیمات اسلام میں یقین بھی رکھو لیکن عملاً انگریز کے قانون کو مان لو، اس پہ عمل کرو۔ اسی طرح اگر اسلامی تعلیمات اور اعمال دونوں آپ کے ہیں تو پھر آپ بخشے جاتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کسی اور مذہب کی تعلیمات کو اپنے لئے نجات کا سامان سمجھتے ہیں اور نبوی تعلیمات کو نظر انداز کر دیتے ہیں تو آپ مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ میری زد اور چوٹ یہاں ہے کہ کچھ ہندوؤں سے ہم نے عمل لئے ہوئے ہیں۔ اگر آپ تحقیق کریں تو خود پتہ چلا لیں گے، ہر کفر کہ کہنہ شد مسلمانی شد۔

آج بھی مغربی تہذیب کو مسلمان اتنا پسند کرتے ہیں کہ حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تہذیب پیش کیجئے، تو وہ اس میں عزت نہیں بلکہ ذلّت سمجھتے ہیں۔ یہ بڑے ہی افسوس کی بات ہے ہمیں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کے مطابق زندگی ڈھالنی چاہیئے، کوئی اسے پسند کرے یا نہ کرے، ہمارے لئے کسوٹی اور نمونہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے نہ کہ مغربی ممالک۔

## مسلمانوں کی بے اتفاقی

مَیں مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ چالیس پینتالیس سال سے مَیں کہہ رہا ہوں کہ اپنے بیٹوں کو دین پڑھاؤ، کسی نے بھی نہیں پڑھایا۔ فرماتے تھے بی، اے۔ ایم، اے کے لئے سب مرتے ہیں۔ پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، کہ چلو تم نے بیٹوں کو تو دنیا ہی پڑھائی ہے کم از کم بیٹیوں ہی کو دین کی تعلیم دو۔ حضرتؒ فرمانے لگے کہ مجھ سے بہت سے لوگوں نے کہا لڑکیاں کالج میں پڑھانے کے بغیر لوگ لیتے ہی نہیں۔ اگر ہم آپ کی بات مانیں اور دین پڑھانا بھی چاہیں تو کہاں پڑھائیں؟ —— پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور میں، کراچی میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے مدرسے بنائے لیکن ان میں غرباء کی بچیاں آئیں۔ پھر حضرتؒ نے کوشش کی کہ جو پہلی نشست ہے وہ تو آٹھ سال کا پورا نصاب پڑھنے والی بچیوں پر مشتمل ہو، اور دوسرے وقت وہ آئیں جو سکولوں، کالجوں میں جاتی ہیں۔ پھر بھی مسلمانوں نے اس طرف بہت کم توجّہ دی۔ اسی کو مَیں کہہ رہا ہوں وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ٥ اللہ تعالےٰ ظلم نہیں کرتے، یعنی آپ بدعملی، بدکرداری کی راہ اختیار کرتے ہیں اور کتاب و سنّت کی تعلیمات کو چھوڑ کر مغربی تہذیب کو، بدھ مت کی تہذیب کو یا عیسائیوں کی تہذیب کو اپناتے ہیں تو یہ آپ کا اپنا دانستہ گناہ ہے اور دانستہ کر کے پھر سزا سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جَو ز جَو

اس لئے حضرتؒ اکبر الہ آبادی کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے

طفل میں بُو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دُودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی

سو ہمیں اپنے گریبانوں میں منہ ڈالنا چاہیئے، اپنی کوتاہیاں محسوس کرنی چاہئیں اور اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیئے۔

# جدید مسائل

یوسف عزیز مدنی

## سن ہجری کا آغاز

ہمارے ملک میں دوسرے غیر مسلم ممالک کی طرح سن عیسوی کے حساب سے کیلنڈر وغیرہ شائع کئے جاتے ہیں۔ یکم جنوری کو اہلِ مغرب کی تقلید میں "سالِ نو مبارک" کہہ کر تحسین و تبریک کی جاتی ہے۔

اس کے مقابلہ میں جبکہ اسلامی سال یکم محرّم سے شروع ہوتا ہے تو ایک مسلمان کی حیثیت سے سالِ نو کی تبریک یکم محرّم کو کیوں نہیں کی جاتی؟ کیا آپ تاریخی اعتبار سے بتا سکتے ہیں کہ سن ہجری کا آغاز کب ہُوا اور مسلمانوں میں اس کی ترویج کس زمانہ میں ہوئی؟

رشید احمد، لاہور

اسلام میں سن ہجری کا استعمال بعہدِ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جاری ہُوا یوم الخمیس ٣٠ جمادی الثانی ١٧ھ ۹/۱۰ جولائی ٦٣٨ء حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے سنہ کا شمار واقعہ ہجرت نبویہ سے کیا گیا اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مشورہ سے محرّم کو اوّلین شہور مقرر کیا گیا۔

الف: جولین پیریڈ کا سنہ بظاہر سنہ ہجری سے ٥٣٣٤ سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔ حقیقت میں یہ سنہ ہجری سے ٩٨٩ سال بعد ١٥٨٢ء میں وضع ہُوا ہے۔

ب: سنہ عبرانی کے مطابق یکم محرّم سنہ ہجری کے دن ٣-آب ٤٣٨٢ عبری تھا اس لئے بظاہر سنہ عبرانی سنہ ہجری سے ٤٣٨١ سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے مگر دراصل یہ ١٥٨٢ء میں وضع ہُوا۔ (ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا برطانیکا)

درد و الم کی یہ پاک دعوتیں صرف اس روانی آب تسلسل صدا اور ہنگامۂ غوغائی کے لئے نہیں ہوتیں جو آنسوؤں، فغانوں اور ماتموں کے نام سے ظہور میں آجائیں اور اگر ان کا یہی مقصد ہوتا تو اس کے لئے انسان کی کوئی خصوصیت نہ تھی۔ کتنے ہی سمندر پانی سے بھرے ہوئے ہیں اور کتنے ہی جنگل شور و غوغا سے ہنگامہ زار ہیں۔ بلکہ یہ دعوت یہ پکار یہ طلب یہ ھل من مجیب فی الحقیقت ان آنسوؤں کے لئے جو صرف آنکھوں ہی سے نہیں بلکہ دل سے بہیں وہ ان آہوں کا دھواں مانگتی ہے جن کی لپٹیں صرف منہ ہی سے نہیں بلکہ اعماق قلب سے اٹھیں۔ وہ صرف ہاتھوں ہی کے ماتم کے لئے نہیں پکارتی، بلکہ دل کے ماتم کی محض ایک صدائے حقیقت کے لئے تشنہ ہے۔

# شہادت حضرت امام حسین رضؓ

## حادثۂ عظیمہ کربلا پر حضرت ابوالکلام آزاد کی بصیرت افروز تقریر جو ۵ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ کو مسلم انسٹی ٹیوٹ کلکتہ میں کی گئی۔

**برادرانِ عزیز!** آج جس حادثۂ کبریٰ اور شہادتِ عظمیٰ کے تذکار و درس کے لئے ہم سب یہاں جمع ہوئے ہیں۔ وہ وقائع و حوادث اسلامیہ کا وہ عظیم الشان واقعہ ہے جو تاریخ اسلام کی اوّلین صدی سے لے کر اس وقت تک اپنے عجیب و غریب تاثیر ماتم درد اور حیرت انگیز بقائے ذکر و تاثیر کے لحاظ سے نہ صرف تاریخ اسلام بلکہ تمام حوادث مخزنۂ عالم میں ایک عدیم النظیر امتیاز رکھتا ہے۔

اگر وہ تمام آنسو جمع کئے جائیں جو ۶۱ھ سے لے کر اس وقت تک اس واقعہ جاں سوز پر بہائے گئے ہیں۔ اگر وہ تمام دردِ آہ و فغانِ سوزاں یک جا کئے جا سکتے۔ جو ان تیرہ صدیوں کی لاتعداد و لاتحصیٰ اسلامی نسلوں کی صدا ہائے ماتم کے ساتھ بلند ہوتا رہا ہے اگر دردو کرب کی وہ تمام چیخیں — اضطراب و الم کی وہ تمام پکاریں سوزش و تپش کی وہ تمام بے قراریاں اکٹھی کی جا سکیں جو اس حادثۂ کبریٰ کی یاد نے ہزاروں لاکھوں انسانوں کے اندر پیدا کی ہیں تو اے عزیزانِ ماتم شعار کون کہہ سکتا ہے کہ خون نشانہائے حسرت کا ایک نیا اٹلانٹک و اوقیانوس سطح ارض پر بہہ نہ جائے گا۔ دردِ آہ و فغاں کی ہزارہا بھٹیاں بھڑک نہ اٹھیں گی۔ اور درد و اَلم کی چیخ و حسرت کی صداؤں، تڑپ کی بے چینیوں کے ہنگامہ خونیں سے تمام عالم ایک شور زار نالہ و بکا نہ بن جائے گا۔

تاہم میں جو پیام پہنچانے کے لئے آج آیا ہوں وہ اس تذکرہ سے بالکل مختلف ہے۔ میں غم و الم کی شدّت و کثرت کے اعتراف کی تاریخ نہیں ہوں۔ بلکہ اس عدیم النظیر شدت و کثرت کے بعد بھی آنسوؤں کی طلب ہوں۔ آہوں کی صدا ہوں، بے قراری کی پکار ہوں اضطراب کی دعوت ہوں اور آہ! آہ اے صد ہزار آہ و حرماں کہ غم کے لئے بھوکا ہوں اور درد و الم کے لئے یک قلم پیاس ہوں۔

### تلاش قلب مضطر

پس میں آج آنکھوں کا تذکرہ نہیں کرتا جو بہت رو چکی ہیں۔ مجھے ان آنکھوں کا سراغ بتاؤ جو اب بھی رونے کے لئے غم آلود ہیں۔ میں ان دلوں کی سرگزشت نہیں سناتا جو تڑپتے تڑپتے تھک چکے ہوں میں ان دلوں کی تلاش میں نکلا ہوں جو اب بھی تہ و بالا ہونے کے لئے مضطرب ہیں مجھے ان زبانوں سے کیا سروکار جن کو فغاں سنجی ہائے ماضی کا ادعا ہے آہ۔ میں تو ان زبانوں کے لئے پکار رہا ہوں جن کے اندر غم و ماتم کی بھٹیاں سلگ رہی ہوں اور ان کا دھواں آج بھی کائنات نشاط نادانی کی اس تمام فضائے غفلت کو مکدر کر سکتا ہے جس کو عیش و عشرت کے قہقہوں میں درد و عبرت کی ایک بھی نصیب نہیں ہے

نہ داغ تازہ می خارد نہ زخم کہنہ می کارد
بدہ یارب دلے کیں صورت بیجاں نمی خواہم

### ہنگامۂ غم کی مجلس طرازی

ہاں یہ سچ ہے کہ رونے والے اس پر بہت روئے۔ ماتم کرنے والوں نے ماتم میں کمی نہ کی۔ آہ و نالہ کی صداؤں نے ہمیشہ الم کی مجلس طرازیاں کیں اور یہ سب کچھ اتنا ہو چکا ہے کہ جتنا آج تک شاید ہی کسی حادثۂ غم کو نصیب ہؤا ہو۔

تاہم تم یقین کرو کہ باایں ہمہ اس حادثۂ عظیمہ کی دعوتِ اشک و حسرت اب تک ختم نہیں ہوئی ہے، بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کی دعوتِ درد کے اندر جو حقیقی طلب تھی وہ اب تک لبیک کے سچے استقبال سے محروم ہے۔

### خونِ شہادت کی پکار

تیرہ صدیاں مع اپنے دوران محرم عشرہ ماتم کے اس پر گذر چکی ہیں، لیکن اب تک خاک کربلا کے وہ ذرّاتِ خون آشام جن کو اگر آج بھی نچوڑا جائے تو خونِ شہادت کے مقدس قطرے اس سے ٹپک سکتے ہیں۔ بدستور آنسوؤں کے لئے پکار رہے ہیں، خون فشانیوں کے داعی ہیں۔ آہ و فغاں کے لئے تشنہ ہیں۔ اضطراب کے لئے بے قرار ہیں اور فضائے ریگ زار کرب و بلا کا ایک

افشاں، جگر ہائے سوختہ

ماتم سرا کے لئے اسی طرح چشم براہ ہے۔ جس طرح ۶۱ھ کی ایک آتش خیز دوپہر میں خون کی ندیوں کی روانی، تڑپتی ہوئی لاشوں کے ہنگامہ احتضار اور ظلم و مظلومی جرح و محرومی، قتل و مقتولی کے ہنگامۂ الیم کے اندر سے نالۂ نالہ سازِ طلب اور فغاں فرمائے دعوت تھا۔

شویم خاک ولیکن ببوئے تربت ما
تواں شناخت کہ خاک مردے خیزد

### حقیقت ناشناسی

لیکن اگر یہ دعوت درد محض اس پانی کے لئے ہے جو ندیوں کی جگہ آنسوؤں سے بہے۔ اگر یہ طلب غم محض ان صداؤں کے لئے ہے جن کا غوغا درختوں کے جھنڈ، چڑیوں کے گھونسلوں، دریاؤں کی روانی

کی جگہ انسانوں کی زبانوں سے بلند ہو۔ اگر یہ انتظار الم محض ان صداؤں کے لئے ہے جو پتھروں کے ٹکرانے کی جگہ انسانی دست و سینہ کی ٹکر سے ہنگامہ ساز ہو تو اے برادران غفلت شعار اور اے چشمان خواب آلود، بلاشبہ یہ سب کچھ ہو چکا اور بلاشبہ سوال کو جواب دعوت کو لبیک اور طلب کو مطلوب مل چکا۔

## حقائق سے چشم پوشی

اگر انسان کا بچہ روٹی کیلئے روتا اور آنکھیں سُرخ کر لیتا ہے تو انسانوں کے بڑے بڑے گروہ کیوں نہیں آنسو بہا سکتے اگر درختوں کے جھنڈ ہوا سے ہل کر چند لمحوں کے لئے دنیا کو شور و غوغا سے لبریز کر دیتے ہیں۔ تو آدم کی اولاد اپنی آہ و بکا سے کیوں آسمان کو سر پر نہیں اٹھا سکتی اگر بے جان دبے روح پتھر پر گر کر رعد و برق کا ہنگامہ پیدا کر سکتا ہے تو تم کہ روح و ارادہ رکھتے ہو اپنے دست ہائے ماتم کناں سے کیوں ایک ہنگامہ زار وحشت گرم نہیں کر سکتے؟

کیا تم کو دنیا کی آنکھوں کی خبر نہیں جو روتی ہیں، حالانکہ ان سے ایک آنسو بھی نہیں بہا۔ کیا تم نے ان زبانوں کے متعلق کچھ نہیں سنا جو چیختی ہیں، حالانکہ انہوں نے ایک چیخ بھی نہ پائی اور کیا تم نے ان جسموں کا تماشا نہیں دیکھا جو تہ و بالا ہوتے ہیں حالانکہ ان کو ایک تڑپ بھی نصیب نہ ہوئی۔

## فقدان حقیقت

پھر کیا اس غفلت آباد ہستی میں وہ دل بھی نہیں ہیں جو گو دل ہیں مگر دل نہیں ہیں، کیونکہ دل کی طرح نہیں سوچتے کیا وہ کان بھی نہیں ہیں جو سامع ہیں مگر کان نہیں؟ کیونکہ سنتے نہیں اور کیا ایسی آنکھیں بھی نہیں ہیں جو بصیر ہیں، مگر آنکھیں نہیں ہیں کیونکہ نہیں دیکھتیں۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ۔ (۱۷۹:۷)

## مجالس غم کی بے اثری

پس اے عزیزان من! درد و الم کی یہ پاک دعوتیں صرف اس روانی آب تسلسل صدا اور ہنگامہ غوغا کے لئے ہی نہیں ہوتیں جو آنسوؤں، فغانوں اور ماتموں کے نام سے ظہور میں آ جائیں اور اگر ان کا مقصد یہی ہوتا تو اس کیلئے انسان کی کوئی خصوصیت نہ تھی۔ کتنے ہی سمندر پانی سے بھرے ہوئے ہیں اور کتنے ہی جنگل شور و غوغا سے ہنگامہ زار ہیں۔

## دعوت کی رُوحِ رواں

بلکہ یہ دعوت، یہ پکار، یہ طلب، یہ ھل من مجیب فی الحقیقت ان آنسوؤں کے لئے ہے جو صرف آنکھوں ہی سے بہیں، وہ ان آہوں کا دھواں مانگتی ہے جن کی لپٹیں صرف منہ ہی سے نہیں بلکہ اعماق قلب سے اٹھیں۔ وہ صرف ہاتھوں کے ماتم ہی کے لئے نہیں پکارتی بلکہ دل کے ماتم کی محض ایک صدائے حقیقت کے لئے تشنہ ہے۔ اگر اس کے لئے تمہارے پاس آنکھوں کا آنسو نہ ہو تو اسے کوئی شکایت نہیں۔ لیکن آہ۔ تمہاری غفلت اگر تمہارے پہلوؤں میں کوئی زخم نہ ہو جس کی جگہ یہ خون بہے، اگر تمہاری زبانوں کو درد کی چیخ نہیں آتی تو کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن آہ! یہ کیا ہے کہ تمہارے دلوں کے اندر حقیقت شناسی کی ایک ٹیس، عبرت کی ایک ٹیک، بصیرت کی ایک تڑپ، احساس صحیح و حق کا ایک اضطراب بھی نہیں۔

طوفانِ نوح لانے سے اے چشم فائدہ؟
دو اشک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

## دوست و دشمن کی سعی ناکام

اللہ اللہ سید الشہداء مظلوم کی مظلومی اور یا للعجب غفلت و نادانی کی بو قلمونی اس سے بڑھ کر دنیا میں مظلومی کی مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ دشمنوں اور دوستوں دونوں نے اس پر ظلم کیا۔ دشمنوں نے اس کی عظمت مٹانی چاہی، مگر دوستوں نے بھی اس کی شہادت کی اصلی حقیقت و بصیرت سے غفلت کی۔ دشمنوں نے اس پر ظلم کیا، کیونکہ اس کی مظلومی پر انہیں رونا نہ آیا۔ مگر دوستوں نے بھی ظلم کیا جو نہ روئے مگر اس کی اصلی تقدیس و شرف کے لئے سچائی اور عمل کا ایک آنسو بھی نہ بہا سکے۔ دشمن تو دشمن تھے اس لئے انہوں نے اس کی دعوتِ حق کو مٹانا چاہا۔ مگر دوست دوست ہو کر بھی اس کی دعوت کی پیروی نہ کر سکے۔

وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ (۸۵:۵۶)

## دل کی حیات جاودانی

پس سچا ماتم وہی ہے جو صرف ہاتھ ہی کا نہیں بلکہ دل کا ماتم ہو۔ اور دعوت درد کا اصلی جواب وہی ہے جو عبرت و بصیرت کی زبان سے نکلے۔ تمہاری آنکھیں اس حادثہ پر بہت رو چکی ہیں مگر اب تک تمہارے دل کا رونا باقی ہے اور اگر روتا ہے، تو اپنے دل کو رلاؤ، ورنہ صرف آنکھوں کی اس روانی کو لے کر کیا کیجئے۔ جس میں دل کی ایک اشک افشانی کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ حالانکہ انسان کی ساری کائنات حیات صرف دل ہی کی زندگی سے ہے۔

فانها لا تعمی الابصار و لکن تعمی القلوب التی فی الصدور (۴۶:۲۲)

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مر جائے
کہ زندگانی عبادت ہے تیرے جینے سے

آج ہمارا اجتماع اس لئے ہے کہ اس حادثۂ عظیمہ پر غور و فکر کی ایک نئی صف ماتم بچھائیں اور ان حقیقتوں اور بصیرتوں کی جستجو میں نکلیں۔ جن پر آنکھوں کی اشک افشانیوں سے زیادہ دل کے زخموں سے خون بہتا ہے اور ہاتھوں سے زیادہ روح پر ماتم طاری ہوتا ہے۔

وذکر فان الذکری تنفع المومنین (۵۲)

## ضیاع بصائر مضمرہ

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ تاریخ اسلام میں ہمیشہ خون آلودہ حرفوں میں لکھا گیا اور اشکبار آنکھوں سے پڑھا گیا ہے۔ لیکن اس درد انگیز واقعہ اور ماتم خیز حادثہ کے اندر شریعت اسلامیہ کی بے شمار بصیرتیں مضمر تھیں۔ جن کو خون کی ان چادروں نے چھپا دیا اور ہزاروں اسوہ ہائے حسنہ مخفی تھے۔ جن کو آنسوؤں کے سیلاب بہا لے گئے۔

## نتیجہ خیز طریقہ ماتم

اس لئے اب ہم کو قدیم زمانے کی مجلس ہائے ماتم کا خاتمہ کرنا چاہیئے۔

# احترامِ محرم الحرام

اس متبرک و محترم دن میں روزہ رکھنے رات کو نوافل پڑھنے اور قرآن مجید کی تلاوت اور درود شریف کے ورد، و کثرتِ استغفار کا بے انتہا ثواب ہے رونا۔ پیٹنا۔ تہوار منانا، رونے کی مجلس منعقد کرنا۔ ماتمی لباس پہننا بدعات سیّئہ ہیں

مولانا میر انق کاظمی

عصرِ حاضر کے مسلمان مادی تعلیم اور مغربی تہذیب کے فریب خوردہ ہو جانے کی وجہ سے روحانیت و اخلاقیات اور اسلامی خصوصیات سے بیگانہ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ آفتابِ دینِ فطرت کی آب و تاب اور کتاب و سنّت کے ماہ و مشتری کی روشنی و ضیا سے دُور ہو جانے کے باعث مادیات و نفسانیات کی تاریکیوں میں [illegible] فلاح دارین کا کوئی راستہ نظر نہیں [illegible] حالانکہ اسلام کی ہر ہر بات قرآن حکیم و سنّت و سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے وسیع و ہمہ گیر دامنِ حیات میں ہماری دنیوی و دینی فلاح و ترقی اور عزت پذیری و بصیرت افروزی کا اتنا کچھ سامان موجود ہے کہ ہمیں کسی دور اور کسی وقت میں بھی کسی جدید روشنی و نئے آئین و رہنما کی حاجت نہیں۔ اسلامی سال کا آغاز ہی ہم کو ایک حیاتِ تازہ اور نئی زندگی حاصل کرنے کا پیغام دیتا ہے۔

ماہ محرم الحرام اپنی خصوصیات میں نہایت ممتاز اور محترم مہینہ ہے۔ اس کے فضائل و اعمال احادیث نبویہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میں بکثرت موجود ہیں۔ لیکن مسلمان —— آہ —— ! بے حس مسلمان اس مقدس و متبرک مہینہ کا اس شان سے استقبال کرتے ہیں کہ تمام سال اپنی بدنصیبی اور ناکامی پہ رونا پڑتا ہے

جس فرقہ کے نزدیک تعزیہ داری و ماتم کاری دین کا رکنِ اعظم اور مذہبی شعار ہے، اس کے اعمال و افعال اس کی مخترعات اور بدعات سے ہمیں بحث نہیں۔ ہمارا خطاب اپنے ان ہم مسلک سُنّی بھائیوں اور اسلامی جماعتوں سے ہے جن کے مذہب میں تعزیہ داری اور ماتم گری جائز نہیں لیکن وہ جان بوجھ کر شیعی مجالس کی زینت بنتے اور گرمیٔ محفل کا باعث ہوتے ہیں۔ ان کی شرکت ہی سے بازار ماتم و عزا کی رونق ہے —— یہ غیرت فروش مدعیان سنت و جماعت اسلام کے مقدس ترین بزرگوں پر تبرّا سننا گوارا کرتے ہیں اور "من اکثر سواد قوم فهو منهم" کے دائرے میں آ جاتے ہیں۔ میرا خیال اور بربنائے تجربہ پختہ خیال ہے کہ اگر اہلِ سنّت و جماعت کے یہ کثیر التعداد نادان افراد شیعوں کی مجالس و مراسمِ عزا میں شرکت سے قطعی اجتناب اختیار کر لیں تو بازارِ شیعیت خود بخود سرد ہو جائے گا۔

اے کاش! ہمارے یہ نادان بھائی اس حقیقت کو سمجھ کر ماہِ محرم الحرام کا ادب و احترام ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی برکات و حسنات سے فیضیاب ہو سکیں۔

## مُحرّم الحرام کے فضائل و برکات

اس مبارک مہینہ میں ایک یوم عاشورہ ایسا عظیم المرتبت اور بزرگ دن ہے کہ پورے سال کا کوئی دن اس مبارک دن کی ہمسری و برابری نہیں کر سکتا میں صرف بیان ایک حدیث پاک کا ترجمہ درج ذیل کرتا ہوں جس سے اس مبارک دن کی عظمت و اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یومِ عاشورا میں آسمانوں، پہاڑوں، دریاؤں، اور قلم کو اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام، کو پیدا فرمایا، اسی دن آدم علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے اور اسی دن میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ دیا گیا، اسی دن فرعون نیل میں غرق ہوا۔ اور اسی روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس پر فتح حاصل ہوئی، اسی دن شافیٔ مطلق نے حضرت ایوّب علیہ السلام کو مہلک بیماری سے نجات دے کر شفائے کامل عطا فرمائی، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی یوم عاشورہ میں قیامت ہوگی۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی بھی کوہِ جودی پر آ کر ٹھہری اور کفار غرقِ طوفان ہوئے۔ اس روز تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے روزۂ شکر رکھا چنانچہ اسلام میں بھی نویں دسویں محرم کو روزہ رکھنے کا بڑا ثواب ہے۔ ان اہم امور کے علاوہ دنیائے اسلام کا حادثۂ عظمیٰ یعنی سیّدنا حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ اسی یوم عاشورہ میں پیش آیا۔ جس کی صحیح یادگار اس سال کے آغاز میں مسلمانوں کے ایمان کو تازہ و زندہ کر دیتی ہے

غرض یوم عاشورہ ان اہم خصوصیات کے علاوہ اپنے دامن میں بہت سی برکات لیے ہوئے ہے۔ اگر مسلمان مادیات و بدعات کی دلدل سے نکل کر روحانیت کے دل افروز اور جان پرور محل میں قدم رکھیں تو عروسِ فوز و فلاح سے ہم آغوش ہو سکتے ہیں۔ اس متبرک و محترم دن میں روزہ رکھنے، رات کو نوافل ادا کرنے اور قرآن مجید کی تلاوت، اور درود شریف کے ورد و کثرتِ استغفار کا بے انتہا ثواب ہے رونا، پیٹنا، تہوار منانا، رونے کی مجلس منعقد کرنا، ماتمی لباس پہننا، گلے میں کفنیاں ڈالنا یا عیدین کی طرح فاخرہ لباس پہننا بدعاتِ سیّئہ ہیں، مسلمانوں کو ان بدعاتِ سیّئہ سے قطعاً دور رہنا چاہیے اور یوم عاشورہ کے برکات سے مستفید ہونے کے ساتھ سیّدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے واقعاتِ شہادت کی حقیقت اور آنجناب کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے عبرت و بصیرت حاصل کرنی چاہیے۔ کہ یہ واقعہ ہائلہ و حادثہ فاجعہ سچے مسلمانوں کے لیے کیسا حیات بخش سبق اور درسِ ایمان افروزی ہے؟

○

درس قرآن

# اللہ تعالےٰ کی باتوں کو ماننا ایمان اور انکار کرنا کفر ہے

از: مولانا قاضی زاہد الحسینی مدظلہ مرتبہ: محمد عثمان غنی

(۱۹)

بات میں اس پر کر رہا تھا۔ وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ۔ اے میرے حبیبؐ! اگر آپ کو تعجب ہے کہ یہ بدبخت ایمان کیوں نہیں لاتے، تو اس سے زیادہ عجیب بات کیا ہے؟ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ، ان کا یہ کہنا تو بڑا ہی عجیب ہے۔ کون سا؟ ءَ اِذَا كُنَّا تُرٰبًا، آیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے۔ ءَ اِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ کیا ہم نئی پیدائش میں بن جائیں گے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ حالانکہ یہ ہوتا ہے —— ہم کس سے پیدا ہیں؟ مٹی سے —— ہماری مٹی کہاں کہاں سے آئی؟ کوئی امریکہ سے گندم آئی، کوئی آسٹریلیا سے گھی آیا، پتہ نہیں کہاں کہاں سے آتا ہے، ہم کھا جاتے ہیں۔ اس سے پھر ہم میں قوت آتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کہاں کہاں سے ذرّوں کو اٹھا کر جمع کر دیتا ہے؟ مٹی سے تو ہم بنے ہیں، اور پھر دوبارہ مٹی سے نہیں بن سکتے۔ جس نے مٹی سے پہلے پیدا کیا، اُس وقت تو میٹریل (MATERIAL) ہی کچھ نہیں تھا۔ اب تو جناب ٹوکروں سے کتنی مٹی پڑی ہو گی، جتنا بڑا وجود ہوگا، بھاری بدن ہوگا، خواہ وہ کیڑے ویڑے کھا جائیں (اللہ مجھے آپ کو کیڑوں کے کھانے سے تو بچائے، اللہ تعالےٰ قبر کی وحشت سے مجھے آپ کو محفوظ رکھے۔ اللہ قبر میں نورِ ایمان کے ساتھ مجھے آپ کو رکھے۔ محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اللہ مجھے آپ کو نصیب فرمائے، اللہ قبر کی روشنی نصیب فرمائے) اور جو آپ چاہتے ہیں قبر کی روشنی کو، فرمایا امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آدمی جمعہ کے دن سورتِ کہف کی تلاوت کرے گا، اس کی قبر میں نور پیدا ہوگا —— پڑھا کریں جمعے کے دن —— کون سی مشکل ہے؟ پروگرام بنا لو —— ہمارے پروگراموں میں نماز کا دخل نہیں ہے، ہمارے پروگراموں میں قرآن کا حصّہ نہیں ہے۔ ہمارے پروگراموں میں درود نہیں پڑھا جاتا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر، ہمارے پروگراموں میں استغفار کا دخل نہیں، قبر کا کا خیال ہی نہیں۔ قبر کا نام نہ لو، ڈر لگتا ہے —— ڈر لگتا ہے تو پھر اَيْنَ الْمَفَرُّ ؕ (القیامہ ۱۰) کہاں جاؤ گے؟ جانا پڑے گا۔ کوئی مانے یا نہ مانے قبر میں تو جانا ہی ہے ضرور —— اور وہ خوش بخت ہے جسے بھائی اٹھا کر لے جائیں، جس کا جنازہ پڑھا جائے۔ جس کو دفن کیا جائے (اللہ مسلمانوں کی قبروں کو منوّر فرمائے)۔

آگے چل کر فرمایا کہ یہ ایک بات ہی نہیں ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ یہ تو وہ لوگ ہیں جو منکر ہوگئے اپنے رب سے، اپنے پالنے والے کا انکار کر دیا۔ بھائی! پالنے والے کا کوئی انکار کر سکتا ہے؟ آپ اسے وفادار کہیں گے؟ —— رب —— بِرَبِّهِمْ —— اپنے پالنے والے کے منکر بن گئے —— هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۚ (الرحمٰن ۶۰) آپ کسی کو دو آنے دیں، تو وہ آپ کو سلام کرے گا۔ آپ کسی کی سفارش کر دیں، زندگی بھر وہ آپ کا مطیع رہے گا۔ "آپ کی بڑی مہربانی مجھے ملازم کرا دیا۔ آپ کسی بیمار کو دوا لا دیں، اُس میں اگر حیا ہے، مرتے دم تک آپ کا شکرگذار رہے گا —— اور جس نے مجھے پیدا کیا، میرے ماں باپ کو پیدا کیا، میری بدنی صلاحیتیں مجھے عطا کیں، مجھے روزی دے رہا ہے، کیا میں اس کی باتوں کو نہ مانوں تو میں وفادار رہ سکتا ہوں؟ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ میرے حبیبؐ! یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے منکر بن گئے، جس نے ان کو پالا، جس نے ان کو پیدا کیا۔

رب کے منکروں کی پھر سزا کیا ہے؟ وَ اُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ اور یہ وہ لوگ ہیں، قیامت کے دن لوہے کے طوق ان کے گلوں میں ڈال دیے جائیں گے۔ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ اور یہ آگ میں رہنے والے ہیں۔ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ —— یہ آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔

یعنی انکار کرنا کسی عقیدے کا، کفر ہے۔ بات سمجھ لیجئے۔ ایک آدمی اگر یہ نہیں مانتا کہ قیامت ہے —— تو میرے بھائیو اور دوستو! وہ کافر ہو جائے گا۔ کفر کے لئے سینگ نہیں لگا کرتے نہ کوئی اعلان ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی باتوں کو ماننا ایمان اور انکار کرنا کفر ہے —— عملی کمزوری پر اللہ تعالےٰ معاف کر دیتے ہیں۔ ایک آدمی گنہگار ہے، خطاکار ہے، کہتا ہے رب العالمین! میں نے خطائیں کیں میں نے جُرم کئے، میں نے گناہ کئے —— تو میں تو یہ سمجھتا ہوں۔ جہاں تک میں نے حدیثیں دیکھی ہیں۔ فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ خَطَّآءُوْنَ۔ فرمایا سارے انسان خطاکار ہیں۔ نبیِؐ رحمت نے فرمایا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) کتنی ہماری حوصلافزائی فرمائی؟ سارے کے سارے انسان خطاکار ہیں (سوا نبیوں کے) اور صحابہ کرام محفوظ ہیں —— معصوم نہ تھے محفوظ ہیں۔ باقی سارے کے سارے انسان، خَطَّآءُوْنَ —— وَ خَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ ؕ اور بہتر خطاکار کون ہیں؟ جو توبہ کر لیں۔ اللہ مجھے آپ کو مرنے سے پہلے توبہ نصیب فرمائے۔ (باقی آئندہ)

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں اور ایجنٹ حضرات کھاتہ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔ (مینیجر)

(قسط ۲)

# توبہ کی حقیقت

حافظ قاری فیوض الرحمٰن ایم، اے (عربی، علوم اسلامیہ - اردو)

## قرآن وحدیث میں توبہ کی تاکید

قرآن و حدیث میں توبہ کی اس قدر تاکید و ترغیب ہے اور اور اس قدر اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جو ایمان کے بعد سب سے اہم چیز معلوم ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں حق تعالے کا ارشاد گرامی ہے:-

وَ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ہ

(سورہ نور ۳۳)

ترجمہ: مومنو! تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْآ اِلَیْہِ ط اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ ط (ھود ۹۰)

ترجمہ: اور تم اپنے پروردگار سے مغفرت چاہو اور اس کے آگے توبہ کرو، بلاشبہ میرا رب بڑا ہی رحم فرمانے والا اور بہت ہی محبت کرنے والا ہے۔

لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ہ (النمل ۴۶)

تم اللہ سے مغفرت کیوں نہیں چاہتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اور سورۂ مائدہ میں گنہگار بندوں کے متعلق ارشاد ہے۔

اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَہٗ، وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ہ

وہ اللہ سے توبہ کیوں نہیں کرتے اور معافی کیوں نہیں طلب کرتے اور اللہ تعالے تو بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے"

اور سورہ انعام میں کیسا پیارا ارشاد ہے:-

وَ اِذَا جَآءَکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ اَنَّہٗ مَنْ عَمِلَ مِنْکُمْ سُوْٓءً بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِہٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّہٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ہ (رکوع ۶)

اور اے نبیؐ! جب آئیں آپؐ کے پاس ہمارے وہ بندے جو ایمان رکھتے ہیں ہماری آیتوں پر، تو آپؐ اُن سے کہہ دیں کہ سلام ہو تم پر، تمہارے رب نے مقرر کیا ہے اپنی ذات پر رحمت کرنا، جو کوئی تم میں سے گناہ کرے نادانی سے پھر توبہ کرلے اس کے بعد اور درست کرلے اپنا عمل، تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

سورہ تحریم میں ارشاد ہے:-

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْآ اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ط عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ہ (تحریم رکوع ۳)

اے ایمان والو! توبہ کرو اللہ سے سچی توبہ، امید ہے کہ تمہارا مالک (اس توبہ کے بعد) مٹا دے گا تمہارے گناہ اور داخل کردے گا تم کو جنت کے ان باغیچوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

"توبہ نصوح" سے مراد علماء نے لکھا ہے کہ وہ خالص اور سچی توبہ ہے جس کے بعد دل کے کسی گوشے میں بھی گناہ کی طرف پلٹنے کا شائبہ نہ ہو، سچی توبہ کے تین اجزاء بھی بتائے ہیں کہ انسان واقعی اپنے گناہوں سے شرمسار ہو، آئندہ گناہ سے بچنے کا پختہ عزم کرے اور اپنی زندگی کو سنوارنے اور سدھارنے میں سرگرم ہو جائے، اور اگر اس نے کسی بندے کی حق تلفی کی ہے تو اس کا حق ادا کرے یا اُس سے معاف کرائے۔ یہی وہ توبہ ہے جس سے واقعی انسان کا تزکیہ ہوتا ہے۔ اس سے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور وہ نیک اعمال سے آراستہ زندگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچتا ہے اور اللہ کی جنت کا مستحق قرار پاتا ہے۔

## حقیقی استغفار

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْآ اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ وَ مَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ ط وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَ ھُمْ یَعْلَمُوْنَ ہ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ مَّغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ہ

(آل عمران آیت ۱۳۵-۱۳۶)

"اور اگر کبھی ان سے کوئی فحش کام سرزد ہو جاتا ہے یا اپنے آپ پر کبھی زیادتی کر بیٹھتے ہیں تو معًا انہیں اللہ یاد آجاتا ہے اور وہ اس سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں — اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہ کو معاف کر سکتا ہو؟ اور وہ دیدہ و دانستہ اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے — ایسے لوگوں کا اجر ان کے رب کے پاس یہ ہے کہ وہ ان کے گناہوں پر عفو و کرم کا پردہ ڈال دے گا اور ایسی جنتوں میں انہیں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے — کیا ہی خوب اجر ہے نیک عمل کرنے والوں کے لئے"

حقیقی استغفار یہ ہے کہ آدمی غلط روش پر ندامت محسوس کرے۔ اپنے قصوروں اور غلطیوں کا اعتراف کرے، جانتے بوجھتے ان پر اصرار نہ کرے بلکہ اللہ کو یاد کر کے لرز جائے، گناہ سے باز آئے اور اللہ کے حضور گڑگڑائے کہ پروردگار! میرے قصوروں پر عفو و کرم کا پردہ ڈال دے ؎

تیرا کرم بھی بے حساب، میرے گناہ بھی بیشمار<br>
اپنے کرم کی لاج رکھ، مجھ کو نہ شرمسار کر

## توبہ میں دیر نہیں کرنی چاہئے

بہت سے لوگ اس خیال سے توبہ میں جلدی نہیں کرتے کہ ابھی کیا ہے ابھی تو ہم تندرست ہیں، مرنے سے پہلے کبھی توبہ کرلیں گے ہم سب کے دشمن شیطان کا یہ بہت بڑا فریب ہے اور اس فریب

میں ڈال کر وہ ہمیں بھی اپنی طرح اللہ کی رحمت سے دُور کرنا چاہتا ہے۔ کسے معلوم کہ اس کی موت کب آئے گی؟ اس لئے علماء کرام نے لکھا ہے کہ ہر دن کو یہی سمجھو کہ شاید آج کا دن ہی ہماری زندگی کا آخری دن ہو، اس لئے جب کوئی گناہ ہو جائے تو جلدی سے جلدی اس سے توبہ کر لینا ہی عقلمندی ہے۔ قرآنِ حکیم میں صاف صاف فرما دیا گیا ہے:۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِكَ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْهِمْ وَ كَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۝ وَ لَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ وَ لَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ (النساء ع ۳)

"صرف ان لوگوں کی توبہ قبول کرنا اللہ کے ذمّے ہے جو نادانی سے گناہ کر بیٹھتے ہیں اور پھر جلدی سے توبہ کر لیتے ہیں تو ان کو اللہ معاف کرتا ہے اور ان کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اور اللہ علم والا حکمت والا ہے — اور ان لوگوں کی کچھ توبہ نہیں جو (ڈھٹائی سے) برابر گناہ کے کام کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے بالکل سامنے موت آ جاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ اب میں نے توبہ کی (تو ایسوں کی توبہ قبول نہیں) اور نہ ان کی توبہ قبول ہو گی جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔ ان سب کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

پس جو دَم باقی ہے لازم ہے کہ ہم اس کو غنیمت جانیں اور توبہ کرنے میں اور اپنی حالت درست کرنے میں بالکل دیر نہ کریں معلوم نہیں موت کس وقت سر پر آ جائے اور اس وقت ہم کو اس کی توفیق بھی ملے یا نہ ملے۔ عام تجربہ یہی ہے کہ جو جس حالت میں جیتا ہے وہ اسی حالت میں مرتا ہے۔

یعنی ایسا نہیں ہوتا کہ ایک شخص عمر بھر اللہ کی نافرمانیاں کرتا رہے لیکن مرنے سے ایک دو دن پہلے وہ ایک دَم توبہ کر کے ولی ہو جائے۔ اس لئے جو شخص چاہتا ہے کہ وہ نیکی کی حالت میں مرے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ زندگی ہی میں نیک بن جائے — اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ اس کا خاتمہ ضرور اچھا ہوگا۔ اور قیامت میں نیکوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

## اللہ ہی توبہ قبول کرتا ہے

وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَ یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ یَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۝ (الشوریٰ ۲۵-۲۶)

"اور وہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں کی اور معاف کرتا ہے برائیاں اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو، اور دعا سنتا ہے ایمان والوں کی جو بھلے کام کرتے ہیں اور زیادہ دیتا ہے ان کو اپنے فضل سے اور جو منکر ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔
(ترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رح)

## حضور علیہ السلام کا اسوۂ حسنہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً۔ (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "خدا کی قسم! میں دن میں ستّر دفعہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ و استغفار کرتا ہوں۔"

**تشریح** اللہ تعالیٰ کی عظمت و بڑائی اور جلال و جبروت کے بارہ میں حضور علیہ السلام کو جس کامل درجہ کا شعور و احساس تھا بلاشبہ وہ کسی دوسرے کو نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ آپؐ پر یہ احساس غالب رہتا تھا کہ بندگی کا حق ادا نہ ہو سکا۔ اسی واسطے آپ بار بار اور مسلسل توبہ و استغفار فرماتے تھے اور اس کا اظہار فرما کر دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔

عَنِ الْاَغَرِّ مُزَنِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "یَا اَیُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْآ اِلَی اللّٰہِ فَاِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ مِائَةَ مَرَّةً" (رواہ مسلم)

حضرت اغرّ مزنی رض سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "لوگو! اللہ کے حضور میں توبہ کرو، میں خود دن میں سَو سَو دفعہ اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔"

**تشریح** پہلی حدیث میں ستّر دفعہ سے زیادہ اور اس حدیث میں سو دفعہ کے الفاظ دراصل صرف کثرت کے بیان کے لئے ہیں اور قدیم عربی زبان کا یہ عام محاورہ ہے۔ ورنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار و توبہ کی تعداد یقیناً اس سے بہت زیادہ ہوتی تھی جیسا کہ آگے درج ہونے والی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ اِنَّا كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَجْلِسِ یَقُوْلُ "رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ تُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ مِائَةَ مَرَّةٍ (رواہ احمد والترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک نشست میں شمار کر لیتے تھے کہ آپؐ سو سو دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے تھے۔ "رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ تُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ۔" (اے میرے رب! مجھے معاف کر دے، بخش دے اور میری توبہ قبول فرما کر مجھ پر عنایت فرما، بے شک تُو بہت ہی عنایت فرما اور بہت ہی بخشنے والا ہے۔

**تشریح** حضرت عبداللہ بن عمر رض کے اس بیان کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپؐ بطور وظیفہ کے استغفار و توبہ کا یہ کلمہ ایک مجلس میں سو دفعہ پڑھتے تھے بلکہ

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

حالات و واقعات

# حضرت مولانا عبد الغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ

از مولانا ادریس انصاری خلیفۂ مجاز حضرت مولانا عبد الغفور مدنی رح

(۴)

## فکرِ معاش اور اس کا حل

فکرِ معاش اور رزق کے مسائل کے متعلق ارشاد فرماتے۔ درویش کا یہ حال ہونا چاہئے لَا طَمَعَ وَلَا جَمْعَ وَلَا مَنْعَ۔

ترجمہ: اس کو زیادہ کی طمع نہ ہو اور جو اللہ دے دے اس کو جمع نہ کرے اور جو خود بخود اشراف کے بغیر آ جائے اس سے انکار نہ کرے۔

درویش کا اصل رزق مواعید الٰہیہ ہیں۔ رزقِ مقدّر بہر صورت پہنچے گا ؎

کارسازِ ما بفکرِ کارِ ما
فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

ہمارا کارساز (خدا تعالیٰ) خود بخود ہمارے رزق کی تدبیر میں ہے۔ اپنے کاموں میں ہمارا پریشان ہونا اور متفکّر رہنا مصیبت مول لینا ہے۔

ہم مدینہ چھوڑ کر یہاں لینے کے لئے نہیں آتے بلکہ دینے کے لئے آتے ہیں۔ ہمیں بتلا دیا گیا ہے کہ مدینہ سے نکل کر تمہارا رزق مقدّر ہی ملے گا اور تمہیں اتنا ہی ملے گا جتنا تمہاری تقدیر میں لکھا جا چکا ہے۔ نہ زیادہ ملے گا نہ کم۔ ہم تو مامور ہیں جو آپ کو اس دلسوزی کے ساتھ سمجھاتے ہیں، ورنہ اس دلسوزی کے ساتھ کون سمجھاتا ہے۔

اپنی ہجرت کا واقعہ سنایا کہ میں دہلی سے ہجرت کرکے جب حجازِ مقدّس پہنچا تو میرے ساتھ میری والدہ صاحبہ اور بیوی بچے بھی تھے۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ کا قصد کیا مگر خرچ تھوڑا تھا۔ اس لئے ایک اونٹ کرائے پر لیا — والدہ صاحبہ اور بیوی بچوں کو اس پر سوار کرایا خود پیدل چلتا رہا مگر راستے میں مجھے تشویش تھی اور اس کا فکر کہ مدینہ طیبہ مستقل قیام کے لئے جا رہا ہوں اور خرچ کم ہے کیسے گذر ہو گی۔ آخر ایک منزل پر پہنچ کر سو گیا خواب دیکھا کہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں اور جب حجرِ اسود پر پہنچ کر بوسہ دیتا ہوں تو حجرِ اسود سے شہد نکلتا ہے اور میں اسے بڑی رغبت سے کھاتا ہوں اسی حالت میں بیدار ہو گیا خواب کی تعبیر پر غور کیا تو سمجھ میں آیا کہ حجرِ اسود یمین اللہ یعنی اللہ کا ہاتھ ہے۔ اور شہد رزق طیّب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی قدرت سے مجھے رزقِ طیّب ملے گا۔ الحمد للہ رزق کی طرف سے جو تشویش مجھے لاحق تھی کم ہو گئی مگر پھر بھی دل میں کچھ نہ کچھ خلش باقی تھی۔ ہمارا قافلہ مدینہ طیبّہ کی طرف جا رہا تھا۔ آخر ایک منزل پر پہنچ کر پھر آرام کیا تو خواب دیکھا۔ کہ ایک شخص مدینہ طیبہ کی طرف سے آیا ہے اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے جس میں کچھ نام لکھے ہوئے ہیں۔ آنے والا شخص یہ کہتا ہے کہ مولوی عبد الغفور! مدینہ میں سترہ اولیاء کرام قیام کر سکتے ہیں تو کیا تو نہیں رہ سکتا؟ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا اور میں جب نیند سے بیدار ہُوا تو اس خواب کا اثر میرے دل پر یہ ہُوا کہ رزق کی طرف سے میری تشویش اور میرا تفکّر بالکل جاتا رہا۔ اور الحمد للہ اس وقت سے آج تک میں رزق کی طرف سے مطمئن ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے خوب دیا۔

## ایک درویش کی وصیّت

ارشاد فرمایا کہ میں مدینہ طیبّہ میں رہتا تھا۔ ایک درویش میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ مولانا! میں حج کے لئے مکّہ مکرمہ آیا تھا۔ فراغت کے بعد میرا ارادہ ہُوا کہ مدینہ منوّرہ کی حاضری دوں مگر پیسے تھوڑے تھے۔ جو کرایہ کے لئے بھی ناکافی تھے۔ آخر میں نے وہ رقم مساکین کو دے ڈالی۔ کچھ روز کے بعد ایک اجنبی شخص آیا۔ اور مجھے اتنی رقم دے گیا کہ میں مدینہ منورہ بھی پہنچ گیا اور یہاں رہ کر خرچ بھی کرتا رہا ہوں۔ پھر ارادہ ہُوا کہ یہاں سے بیت المقدس جاؤں مگر وہاں جانے کے لئے رقم ناکافی تھی میں نے بچی ہوئی پھر مساکین پر خرچ کر ڈالی۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت سے پھر کوئی آیا اور مجھے بہت سی رقم دے گیا۔ اب میں بیت المقدس جا رہا ہوں اور آپ کو نصیحت کرتا ہوں اس پر عمل کرنا۔ وہ یہ ہے "دیتے جاؤ لیتے جاؤ، دیتے جاؤ لیتے جاؤ، دیتے جاؤ لیتے جاؤ"

یہ واقعہ سنا کر حضرت رح نے فرمایا۔ الحمد للہ! اسی وقت سے درویش کی وصیّت پر عمل کرتا ہوں، میرے پاس جو کچھ آتا ہے میں اس کو اپنا نہیں سمجھتا بلکہ یہ سمجھتا ہوں کہ نہ جانے کس کی امانت ہے جو میرے پاس آ گئی ہے۔ اس واسطے اگر کوئی مجھے ایک ہلل (پیسہ) بھی دیتا ہے میں اس کو بخوشی لے لیتا ہوں کہ خدا جانے کس کا نصیب ہے۔

## ترویج سلسلہ اور اس کی فکر

ایک دن ارشاد فرمایا "ہجرت کرکے جب مدینہ طیبہ میں قیام کر لیا تو سلسلہ کی طرف سے بہت متفکّر تھا۔ کیونکہ یہاں کی حکومت سلاسل کو پسند نہیں کرتی۔ میں پریشان تھا۔ کہ سلسلہ کی خدمت کیسے کروں۔ آخر ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان کے دروازہ کے سامنے تشریف فرما ہیں اور میں پیچھے کھڑا دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ کے اوپر والے حصّہ پر اپنی انگلی

مبارک کا اشارہ فرماتے ہیں جس
سے نورانی حروف بنتے ہیں اور جب
فارغ ہو گئے تو میں نے یہ لکھا
ہوا دیکھا " هٰذَا مَنْزِلُ اَصْحَابِ
النقشبندیہ مَهْبِطُ اَنْوَارِ مُحَمَّدِیَّۃ
(اصحاب نقشبندیہ کی یہ منزل ہے۔
جہاں محمدی انوار کی بارش ہوتی رہیگی۔
یعنی یہاں سے سنّت کے انوار پھیلیں گے)
خواب کے بعد بیدار ہوا تو اس کی
تعبیر یہ سمجھ میں آئی کہ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست
مبارک سے میرے مکان پر بورڈ لکھ
دیا ہے۔ اب کسی کی مجال نہیں
کہ سلسلہ کی ترویج میں رکاوٹ
ڈالے۔ اللہ نے ہمت دی اور میں
نے سلسلہ کی خدمت شروع کر دی۔
اور الحمد للہ تعالےٰ مدینہ طیبہ میں رہ کر
سلسلہ کی خوب اشاعت ہوئی۔ ترکی،
بحرین، شام، فلسطین، شام، مصر
اور جنوبی افریقہ وغیرہ کے علاوہ دوسر
ممالک میں رفقاء اور خلفاء سلسلہ کی
خدمت و اشاعت کر رہے ہیں۔
مدینہ منورہ میں اگرچہ بہت سے بزرگ
رہتے ہیں مگر خدا کے فضل سے صاحب
سلسلہ میرے سوا کوئی بھی نہیں ہے
یہ برکت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی اور ہمارے طریقہ کی کہ اس کا
تانا بانا اتباع سنن مقدسہ سے ہے

ہر کہ کارِ او برائے حق بود
کارِ او پیوستہ با رونق بود

**ایمانی فراست** فرمایا " حکومت کی
طرف سے مجھے پیشکش
کی گئی کہ حرم مدینہ میں درس حدیث
دیا کروں۔ مگر میں نے اس مصلحت کے
پیش نظر انکار کر دیا کہ اگر درس
میں اپنے حضرات کے مسلک کی تائید
کرتا ہوں تو حکومت کی نظر میں
معتوب ہوتا ہوں۔ یعنی خود کو ابتلاء
میں ڈالتا ہوں۔ اور اگر حکومت کی
تائید کرتا ہوں تو اپنے حضرات کے
مسلک کو یعنی حق کو چھوڑتا ہوں۔
بس میں نے اس کو بہتر جانا کہ اس
خدمت کے قبول کرنے سے معذوری
ظاہر کر دوں۔

دوسرا واقعہ اسی قسم کا راقم الحروف
نے مشائخ کانفرنس منعقدہ کراچی کے
موقعہ پر دیکھا اس کانفرنس میں مشرقی

اور مغربی پاکستان کے بڑے بڑے
مشائخ کو شریک ہونا تھا اور اس
کے ایک اجلاس کی صدارت سابق صدر
محمد ایوب خاں کو کرنا تھی۔ در اصل
یہ کانفرنس ایوب صاحب ہی کے
ایماء پر منعقد ہو رہی تھی۔ حضرت
صاحبؒ اُن دنوں باکولا فیکٹری کراچی
میں مقیم تھے۔ اجلاس میں شرکت کے لئے
خصوصی دعوت نامہ لے کر ایک ذمہ دار
شخص آئے اور حضرتؒ کی خدمت میں
دعوت نامہ پیش کرتے ہوئے عرض کیا۔
کہ حضرت! صدر پاکستان جناب محمد ایوب خاں
صاحب بطور خاص آپ کی شرکت کے
متمنی ہیں۔ اسی لئے حضرت کی خدمت
میں یہ دعوت نامہ بھجوایا گیا ہے۔ یہ
سن کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
" ایک تو میں یہاں کا رہنے والا
نہیں ہوں۔ دوسرے میں ذیابیطس کا
مریض ہوں۔ مجھے بار بار پیشاب کی
ضرورت ہوتی ہے، مناسب نہیں جانتا۔
کہ میں ان کے پاس بیٹھوں، اُن سے
باتیں کروں اور ضرورت پڑنے پر اٹھ کر
پیشاب کے لئے چلا جاؤں آپ میری
طرف سے معذوری ظاہر کر دیں، میں
شریک نہیں ہو سکتا۔ قاصد جس وقت
چلا گیا تو ہم لوگوں سے فرمایا۔ کہ
فقیر کا کام نہیں بادشاہوں کے پاس
جانا۔ ع

یعنی بادشاہ کے قرب سے خود کو
اس طرح بچاؤ جیسے جلانے والی
آگ سے اپنے آپ کو بچاتے ہو
آگ تو جسم ہی کو جلاتی ہے اور
بادشاہ کا قرب بعض اوقات فقیر کا
ایمان و یقین تک جلا ڈالتا ہے۔

## بقیہ: توبہ کی حقیقت

مطلب یہ ہے کہ آپ مجلس میں
تشریف فرما ہوتے۔ ہم لوگ بھی حاضر
رہتے، بات چیت کا سلسلہ بھی جاری
رہتا اور آپ اسی درمیان میں باربار
اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو کر ان
کلمات کے ساتھ استغفار و توبہ کرتے
رہتے اور ہم اپنے طور پر اس کو
شمار کرتے رہتے تو معلوم ہوتا کہ ایک
نشست میں آپ نے سو دفعہ اللہ تعالیٰ
کے حضور میں یہ عرض کیا۔ (باقی آئندہ)

# حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

قسط نمبر (۷)

از قلم محمد نصیر ہمایوں

ش :- شریک بن عبد اللہ المدنی

ص :- صالح بن کیسان المدنی ، صفوان سلیم المدنی ، صیفی بن زیادا لانصاری المدنی

ض :- ضمرہ بن سعید الانصاری المدنی

ط :- طلحہ بن عبد اللہ الخزاعی

ع :- عامر بن عبد اللہ الزبیر المدنی ، عبداللہ بن ابی بکر بن حزم المدنی عبد اللہ دینار المدنی ، عبید اللہ بن ذکوان ابو الزناد المدنی ، عبد اللہ بن عبد اللہ بن جابر المدنی ، عبد اللہ بن عبدالرحمٰن ابو طوالہ المدنی ، عبد اللہ بن فضل بن عباس المدنی ، عبد اللہ بن یزید المخزی المدنی ، عبدربہ بن سعید الانصاری المدنی ، عبدالرحمٰن بن خرملہ المدنی ، عبدالرحمٰن بن عبد اللہ بن ابی صعصعہ المدنی ، عبد الرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق المدنی ، عبد الکریم بن مالک الجزری ، عبدالمجید بن سہیل بن عبدالرحمٰن بن عوف المدنی ، عبید اللہ بن سلیمان ، عبید اللہ بن عبد الرحمٰن ، عطا بن ابی مسلم الخراسانی ، علقمہ بن ابی علقمہ بلال المدنی ، عمارہ بن عبد اللہ انصاری ، عمر بن حارث ابوامیہ المدنی ، عمرو بن عمر میسرہ المدنی ، عمرو بن یحیٰی اللاوقی المدنی العلاء بن عبدالرحمٰن الحرقی المدنی ۔

ف :- فضیل بن ابی عبد اللہ المدنی ،

ق :- قطن بن وہب المدنی ،

م :- مالک بن ابی عامر الاصبحی المدنی ، محمد بن ابی امامہ سہیل بن حنیف الانصاری المدنی ، محمد بن ابی بکر عوف الحجازی ، محمد بن ابی حرم الانصاری المدنی ، محمد بن عبداللہ بن صعصعہ المدنی ، محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل الاسدی المدنی ، محمد بن عمارہ بن عمرو الانصاری المدنی ، محمد بن عمرو بن حلحلۃ الدیلی المدنی ، محمد بن عمرو بن علقمہ اللیثی المدنی ، محمد بن مسلم ابوالزبیر المکی ، محمد بن مسلم بن شہاب الزہری المدنی ، محمد بن المنکدر المدنی ، محمد بن یحییٰ بن حبان الانصاری المدنی ، مخرمہ بن سلیمان الاسدی المدنی ، مخرمہ بن بکیر الاشج المدنی مسلم بن ابی مریم المدنی ، مسور بن رفاعہ القرظی المدنی ، موسیٰ بن ابی تمیم المدنی ، موسیٰ بن عقبۃ المدنی ، موسیٰ بن میسرۃ المدنی ۔

ن :- نافع بن مالک ابو سہیل الاصبحی المدنی ، نافع مولیٰ عبداللہ بن عمر المدنی ، نعیم بن عبداللہ المجمر المدنی

ھ :- ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص المدنی ، ہشام بن عروہ بن العوام المدنی ، ہلال بن اسامہ المدنی ۔

و :- ولید بن عبداللہ بن صیاد المدنی ، وہب بن کیسان القرشی المدنی ۔

ی :- یحییٰ بن سعید بن قیس الانصاری المدنی یزید بن رومان الاسدی المدنی ، یزید بن زیاد المدنی ، یزید بن عبداللہ بن اسامہ اللیثی المدنی یزید بن عبداللہ خصیفہ الکندی المدنی ۔ یزید بن عبداللہ بن لبیط المدنی ، یونس بن یوسف المدنی ۔

باب الکنی :- ابوبکر بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن الخطاب المدنی ۔

ابوبکر بن نافع مولیٰ عبداللہ بن عمر المدنی۔

ابو لیلیٰ بن عبد الرحمٰن المدنی ۔

( بحوالہ اسعاف المبطا برجال ، الموطا از جلال الدین سیوطیؒ )

اگر آپ نے سیدنا امام مالکؒ کے ان شیوخ کی فہرست کو بغور پڑھا ہے تو اس میں بعض غیر مدنی شیوخ کے نام بھی آپ نے ملاحظ فرمائے ہوں گے حضرت شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک یہ غیر مدنی شیوخ چھ اشخاص ہیں جیسا کہ انہوں نے مقدمہ مسوّی (شرح مؤطا) میں لکھا ہے ۔ لیکن حضرت سید سلیمان ندویؒ کی تحقیق کے مطابق یہ نو اشخاص ہیں۔

جلال الدین سیوطیؒ کی اسعاف المبطا برجال الموطا کی اس تفصیل سے یہی واضح ہے کہ یہ نو اشخاص ہیں

- ایک شام کے ابراہیم بن ابی عبلہ مقدسی۔
- دو مکہ شریف کے (۱) محمد بن مسلم ابوالزبیر المکی (۲) حمید بن قیس الاعرج المکی ۔
- دو خراسان کے (۱) عطاء بن ابی مسلم الخراسانی (۲) زیاد بن سعد الخراسانی ۔
- دو جزیرہ کے (۱) عبد الکریم بن مالک الجزری (۲) زید بن انیسۃ الجزری ۔
- دو بصرہ کے (۱) ایوب سختیانی بصری (۲) حمید بن ابی حمید الطویل البصری۔

ان کی مجموعی تعداد نو ہی بنتی ہے ۔

---

حضرت امام مالکؒ نے ان ممالک کا کبھی بھی سفر نہیں کیا جن سے ان کے یہ غیر مدنی شیوخ کرام تعلق رکھتے ہیں ۔ اس لئے ان بزرگوں سے اخذ و استفادہ کا موقع انہیں مدینہ منورہ ہی میں ملا ہوگا کیوں کہ زیارت و تشرف کی غرض سے اکثر بزرگان علم کا سال میں ایک بار اور احیاناً کئی کئی بار مدینۃ النبیؐ میں آنا ہوتا تھا ۔

## علم الفقہ

یہاں تک امام کے شیوخ حدیث کی تفصیل تھی ایک شیخ حدیث یا محدث کے فرائض - احادیث کی جمع روایت ، روایات کی تصحیح و تضعیف ، اتصال وانقطاع ، رفع وارسال رجال کی توثیق و تضعیف وغیرہ مباحث میں حیث الروایۃ تک محدود ہیں ۔ اس کے بعد ایک فقیہہ کے حدود حکومت کی ابتداء ہوتی ہے احادیث کا تضاد و تطابق ، نسخ وتطبیق اور ان سے احکام کا استنباط و تفریع ، ان کے فرض وسنت و استحباب کی تقسیم ۔ غیر مصرح بالنص احکام کا قیاس صحیح ایک فقیہہ کے فرائض و خدمات ہیں ۔

اس تفصیل کے مطالعہ و ملاحظہ سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ فقیہہ کا درجہ محدث سے کتنا بلند ہوتا ہے ۔ اور یہ بات بھی خوب واضح ہو جاتی ہے کہ ہر فقیہہ کے لئے محدث ہونا ضروری ہوتا ہے ۔ کیونکہ اگر وہ نفس حدیث کی صحت و ضعف رفع وارسال ، اتصال و انقطاع اور رجال کی ثقاہت و عدل وقوت اور دیگر اسباب جرح وتعدیل سے ناواقف ہے تو وہ استنباط وتفریع وتطبیق و نسخ اور دوسرے احکام معنوی کی بنیاد کس سطح پر قائم کرے گا ؟

چنانچہ اس حقیقت کی وضاحت سے یہ نہایت آسانی سے سمجھ میں آ سکتا ہے کہ کسی غیر محدث فقیہہ کا تخیل و تصور کس درجہ مضحکہ خیز اور حیرت انگیز ہے۔

## شیخ الفقہ ربیعۃ الرای

سیدنا حضرت امام مالک نے فقہ کی تعلیم گو نافع اور دیگر شیوخ سے بھی حاصل کی لیکن اس کی تحصیل ابوعثمان ربیعۃ الرائی سے خاص طور سے کی ۔ ربیعہ مدینۃ النبیؐ کے اکابر تابعین کرام میں سے تھے ۔ انہوں نے حضرت انسؓ جیسے جلیل القدر اور دیگر ممتاز صحابہ کے دامن تربیت میں تعلیم پائی تھی۔

امام مالکؒ یحیٰی انصاری ، شعبہ ، اوزاعی اور لیث و غیرہم جو اس طبقہ کے اکابر رجال داعیان علم میں ان کے شاگرد ہیں ۔ ربیعہ کے ساتھ امام مالکؒ کا اختصاص اس درجہ تھا کہ "تاریخ و رجال میں شیخ مالک" ان کا جزو بن گیا ہے ۔ اجتہاد و استنباط و تفریع و رائے میں اس قدر معروف و ممتاز تھے کہ رائی ان کا لقب ہوگیا ۔ (باقی آئندہ)

# بنات اسلام

## مسلمان خواتین کی پاکیزہ زندگی کی جھلکیاں

محمد شفیع، عمرالدین، میرپورخاص

قال اللہ تعالیٰ وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

(الحشر آیت ۷)

ترجمہ:۔ اور جو کچھ تمہیں رسول دے۔ اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو مشارق الانوار سے کچھ حدیثیں معہ شرح پیش کی جاتی ہیں ان پر عمل کر کے مسلمان خواتین دونوں جہان کی بھلائیاں حاصل کر سکتی ہیں

(عن ابن مسعودؓ) لا تباشر المرأۃ المرأۃ فتنعتھا لزوجھا کانہ ینظر الیھا

ترجمہ:۔ ایک عورت دوسری عورت سے بدن نہ لگائے پھر اس کی شکل و صورت کو اپنے خاوند سے اس طرح بیان کرے کہ گویا وہ اس کو دیکھتا ہے۔

(ف) جب عورت دوسری عورت کی نک سکھ اپنے خاوند سے کہے گی تو اس کو اس کا شوق پیدا ہو گا۔ پھر خدا جانے کیا کیا فساد ہوں اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع فرمایا غور کرنا چاہیئے کہ شریعت میں کیا کیا دور اندیشی ہے۔ چنانچہ اسی واسطے اجنبی عورت کے ساتھ سفر اور تنہائی شرع میں منع ہے۔

### ۲ بغیر محرم سفر

عن حضرت ابو ھریرہؓ لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر ان تسافر مسیرۃ یوم و لیلۃ ولیس معھا حرمۃ دیردی الا مع ذی محرم علیھا۔

ترجمہ:۔ حلال نہیں اس عورت کو جو جانتی ہو اللہ کو اور قیامت کو یہ کہ سفر کرے ایک رات دن کی منزل اور اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم نہ ہو اور ایک روایت میں یوں ہے۔ کہ عورت کا سفر درست نہیں مگر محرم کے ساتھ۔

(ف) عورت کا محرم وہ مرد ہے جس کے ساتھ عورت کا کبھی نکاح درست نہ ہو جیسے باپ، بھائی چچا بھتیجا بھانجا نواسہ۔ پوتا۔

عورت کو سفر کرنا بدوں اپنے خاوند یا محرم کے حرام ہے۔ درست نہیں اس واسطے کہ اس میں بڑے بڑے فساد ہیں۔

### (۳) تخلیہ میں ملاقات

(عن عبد اللہ بن عمرؓ) لا یدخل رجل بعد یومی ھذا علی مغیبۃ الا و معہ رجل او اثنان

ترجمہ:۔ آج کے بعد کوئی مرد نہ آیا کرے اس عورت کے پاس جس کا خاوند سفر کو گیا ہو یا مر گیا ہو مگر اس کے ساتھ ایک مرد ہو یا دو مرد ہوں۔

(ف) یعنی جس عورت کا خاوند غائب ہو اس کے پاس کوئی مرد اکیلا نہ جایا کرے اگر دو تین مرد ہوں تو مضائقہ نہیں۔

مرد و عورت کی تنہائی میں بڑے بڑے فساد ہیں اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلوت منع فرمائی۔

### (۴) اکثریت دوزخ میں ہے

(عن ابن عباس) اطلعت فی الجنۃ فرأیت اکثر اھلھا الفقراء واطلعت فی النار فرأیت اکثر اھلھا النساء

ترجمہ:۔ میں نے بہشت میں جھانکا تو میں نے اس کے اکثر محتاج لوگ دیکھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا۔ تو اس کے اندر اکثر عورتیں دیکھیں۔

(ف) محتاج ایماندار اکثر تکلیفات میں رہتے ہیں تو صبر کرتے ہیں اس سبب سے بہشت پاتے ہیں اور عورتیں اکثر بدخو اور بداعتقاد ہوتی ہیں اس جہت سے دوزخی ہوتی ہیں۔

(لہٰذا مسلمان عورتوں کو دوزخ میں لے جانے والے برے خصائل سے بچنا چاہیئے۔)

### (۵) خیرات کرنا

(عن ابو سعیدؓ) یا معشر النساء تصدقنا فانی اریتکن اکثر اھل النار

ترجمہ:۔ اے عورتوں کے گروہ! خیرات کرو۔ اس واسطے کہ دوزخیوں میں تم ہی مجھ کو زیادہ نظر پڑیں یعنی دوزخ میں میں نے عورتیں مردوں سے زیادہ دیکھیں۔

(ف) حضرتؐ عید کو جب عیدگاہ سے پھرے تو عورتوں کے گروہ پر سے گزرے پھر یہ حدیث فرمائی۔ عورتوں نے پوچھا یا حضرتؐ اس کا کیا سبب ہے کہ عورتیں مردوں سے زیادہ دوزخ میں ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ بہت کوسا کرتی ہیں اور اپنے خاوند کا حق نہیں مانتیں یعنی ناشکری کرتی ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خیرات کرنا دوزخ سے بچاتا ہے۔

### (۶) بہترین متاع دنیا

(عن عبد اللہ بن عمرؓ) والدنیا متاع و خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ و دوایۃ القضاعی۔ خیر متاعھا

ترجمہ:۔ دنیا برخورداری اور برتنے کی چیز ہے اور بہترین دنیا کی پونجی نیک بخت عورت ہے اور قضاعی کی روایت میں بجائے خیر متاع الدنیا کے "خیر متاعھا ہے۔ مطلب دونوں عبارتوں کا ایک ہے۔

(ف) نیک بخت عورت اس واسطے بہتر ٹھہری کہ خدا و رسول کا حکم مانتی ہے کہ اپنے خاوند کی تابعدار رہتی ہے اس کے خلاف مرضی نہیں کرتی گھر سنبھالتی ہے اپنے آرام پر خاوند کے آرام کو مقدم رکھتی ہے تو مرد کی زندگی بخوبی بسر ہوتی ہے ؎

زن خوب وخوش سیرت و پارسا
کند مرد درویش را پادشا

یعنی اچھی عورت اچھی سیرت والی اور نیک بخت بیوی مسکین خاوند کو بادشاہ بنا دیتی ہے مطلب یہ کہ خاوند کی زندگی ہر حال میں آرام اور سکون کے ساتھ گزرتی ہے اسے کوئی فکر دامن گیر نہیں ہوتا اور اگر خدانخواستہ عورت نیک بخت نہ ہوئی تو مرد کی زندگی "تلخ ہوگی ؎

زنِ بد در سرائے مرد نکو
ہم دریں عالم ست دوزخ او

یعنی اگر نیک مرد کے گھر میں بد خصلت بیوی ہو تو اس کے لئے یہ اس جہان میں دوزخ ہے وہ روزانہ تکالیف اور پریشانیوں میں پھنسا رہتا ہے۔

### (۷) جنت میں کم ہونا

(عن عمران بن حصینؓ) ان اقل ساکنی الجنۃ النساء۔

ترجمہ:۔ البتہ بہشت کے رہنے والوں میں عورتیں بہت کم ہیں۔

باقی آئندہ

جناب محمد جمیل صاحب

# پاکستان میں عیسائیت کی رفتار ترقی

(گذشتہ سے پیوستہ)

عیسائی اقلیت صرف بڑے شہروں ہی میں فعال اور سرگرم کار نہیں ہے بلکہ ملک بھر کے دیہات میں جن میں چھوٹے جھونپڑے اور ڈیرے بھی شامل ہیں۔ عیسائی مدرس۔ ڈاکٹر، نرسیں اور قانون دان موجود ہیں ان آبادیوں کی اکثریت کا دارومدار ایسے فنڈز پر ہے جو عیسائی فرقوں کے ساتھ ملحق ہیں اور جن کا کوئی بوجھ قومی بجٹ پر نہیں پڑتا"۔

یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ بے شمار عیسائی لڑکیوں نے نرسنگ کا پیشہ کر لیا ہے انسانی ارواح کو اپنے مذہب کے حق میں فتح کرنے کا ایک ذریعہ جس کے بارے میں نو آباد کاروں کو انتہائی زور دار وعظ پادریوں کی جانب سے پلائے گئے وہ دیگر اقوام سے شادی بیاہ کا رشتہ ہے۔ چنانچہ بعینہ خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ اور اب پاکستان میں ہماری ایک بڑی قوم وجود میں آ چکی ہے۔ اصل معاملہ افراد کی تعداد کا نہیں ہے ایک اقلیت کا مقام اسی وقت محفوظ ہو سکتا ہے جب کہ وہ آزاد[له] اور با اختیار ہو اور وہ محسوس کر سکے کہ وہ پورے ملک کے لیے عملاً مفید ہے اور ہو سکتی ہے اور اس امر کا یقینی دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ پاکستان میں یہ مکمل اور بھرپور رابطہ معرضِ وجود میں آ رہا ہے عیسائیت کا مستقبل پاکستان میں روشن ہے۔ یہاں کا مسیحی اپنے دوگنا ورثے کا وارث بن کر آہستہ آہستہ ملی برادری کے اندر اپنا جائز اور طاقت ور مقام حاصل کر رہا ہے ایک نسل گزرنے کے بعد ظاہر ہے کہ یہ فرقہ اس سے بہت زیادہ خدمات سرانجام دے گا جتنی کہ وہ اس وقت دے رہا ہے"۔

اوپر کے اقتباسات اس اقلیت کے جارحانہ اور خطرناک و عادی کی ایک بولتی ہوئی تصویر ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اجنبی روپے اور افراد کے بل بوتے پر کس طرح کی کارروائیوں میں منہمک ہے اور ہماری نوخیز مملکت کے نظریاتی اور تہذیبی تار پود کو بکھیرنے کے کس طرح درپے ہے اس گروہ کے جس ترجمان کی یہ تقریر ہے وہ ایک سرکاری ملازم ہے اور اس نے چھپا چھپا کر بات کرنے کی کوشش نہیں کی ہے بلکہ اپنے اس عزم کا برملا اظہار کیا ہے کہ قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود عیسائی ملک کی زندگی میں ایک طاقتور مقام لینے کا حق رکھتے ہیں اور ایک نسل کے گزرتے گزرتے یہ صورت رونما ہو جائے گی۔

یہ ناممکن ہے کہ ایک ملت جو زندہ رہنا چاہتی ہو وہ اس طرح کی شیرینی آمیز اور ملمع شدہ مگر زہریلی گولیاں اپنے حلق سے نیچے اتارے اور خود اپنے ہاتھوں اپنی نظریاتی اور سیاسی موت کو دعوت دے۔ ایسے ملک دنیا میں موجود ہیں جنہوں نے پاکستان سے کہیں زیادہ بیرونی امداد حاصل کی ہے لیکن انہوں نے اپنے مسلکِ زندگی میں بیرونی حکومتوں کی مداخلت کو بڑی سختی اور اصرار کے ساتھ روکا ہے ہندوستان ترکی بلکہ اس سے بھی چھوٹی چھوٹی ریاستوں مثلاً سوڈان اور مصر وغیرہ نے عیسائی مشنریوں کے خلاف ریاست دشمن ریشہ دوانیوں کی بنا پر مناسب اور ضروری اقدامات کئے ہیں۔ جہاں تک پاکستان کے مسلم عوام کا تعلق ہے ان کی دینی حس ان ممالک کی بہ نسبت تیز تر ہے کیونکہ پاکستان کا وجود ہی اسلام کے نام پر عمل میں آیا ہے ہمارے سامنے آزادی کے ساتھ جب چرچ اس بات کا فخریہ اظہار کرتا ہے کہ اسے پاکستان میں عظیم ترین کامیابی حاصل ہوئی ہے تو یہ چیز ہمارے لیے قلبی احساسات کو اتنا برانگیختہ اور مضطرب کر دیتی ہے جسے بیان نہیں کیا جا سکتا اس میں کوئی شک نہیں کہ جو مسلمان مسیحیت کی گود میں دھکیلے گئے ہیں انہیں دوبارہ دائرۂ اسلام میں داخل کرنا ہر سچے مسلمان کا مقدس فریضہ ہے۔

جو غلطیاں اب تک ہو چکی ہیں ان کی اصلاح کے لیے اور مسیحی تبلیغ کی آڑ میں اپنے ملک و ملت کو بیرونی طاقتوں کی تاخت سے بچانے کے لیے ذیل میں چند تجاویز حکومت پاکستان کی خدمت میں برائے غور و فکر پیش کی جا رہی ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ جب صحیح واقعات کا پورا علم حکومت پاکستان کو ہو گا تو وہ اپنا قیمتی وقت اور توجہ اس انتہائی اہم مسئلے پر صرف کرے گی اور ایسے اقدامات اختیار کرے گی جو اس ملک کو اس جانکاہ نقصان سے بچا سکیں گے جو مسیحی پرچار کے طفیل پہنچ رہا ہے اور جس کی نزاکت اور سنگینی کے مستقبل میں بڑھنے کا اندیشہ ہے ہماری تجاویز درج ذیل ہیں۔

۱۔ اندرون ملک تبلیغی مقاصد کی خاطر کوئی بالواسطہ یا بلاواسطہ مالی مدد باہر سے نہ آنے پائے اور کسی بیرونی مشنری سوسائٹی کو ہماری اجتماعی ہیئت میں مداخلت کا موقع نہ دیا جائے۔

۲۔ عام بیرونی امداد صرف حکومتی واسطے سے خرچ کی جائے یہ حکومت ہی کی ذمہ داری ہے۔ اور ان کے پاس اس کے لیے وافر عملہ موجود ہے، اگر حکومت تقاوی قرضے، آلات کشاورزی اور بیج تقسیم کر سکتی ہے اور کروڑوں روپے کی ویلج ایڈ اسکیمیں عمل میں لا سکتی ہے تو وہ مستحق افراد تک بیرونی عطیات بھی پہنچا سکتی ہے اگر پرائیویٹ اداروں کا استعمال ناگزیر ہو تو صرف ملکی اور سودیشی اداروں مثلاً سکولوں کے اسٹاف وغیرہ سے مدد لی جائے

۳۔ تعلیمی طبی یا دوسری قسم کی سہولت و اعانت بہم پہنچاتے وقت کسی طرح کی براہ راست یا بلاواسطہ ترغیب تبلیغ یا تحریص کی اجازت نہ دی جائے

۴۔ کسی ملکی یا غیر ملکی کو اس امر کی اجازت نہ ہو کہ وہ پاکستان کے بنیادی نظریہ پر حملہ آور ہو (۵) جس پریس یا پبلشر کی طرف سے کوئی ایسا مواد شائع ہو جس میں اسلام یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سب و شتم ہو اس کا لائسنس ضبط کر لیا جائے۔

له آزاد ۔ گویا کہ اس معنیٰ میں کہ وہ اکثریت کی دینی سالمیت کو مجروح کرنے کے لیے خارجی مدد لے سکے۔

(۶) گذشتہ دس سال ہیں موجودہ حکومت سے پہلے یا عوام کی مجرمانہ غفلت کی بنا پہ جو مسلمان عیسائی ہوئے ہیں انہیں دوبارہ مسلمان بنانے کے لیے فوری تدابیر عمل میں لائی جا ئیں۔

۷- مسلمان عوام کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لیے فوراً وسیع پیمانے پر اقدامات کئے جائیں اوراس سلسلے میں سکولوں کالجوں اور تعلیم بالغاں کے مراکز کو بھی واسطہ بنایا جائے۔

۸- مساجدکو دینی تعلیم وتدریس کا مرکز بنایا جائے اور أئمہ کے مرتبہ و منزلت کو بلند کر کے ان کی خودداری اور وقار کو بحال کیا جائے اور مساجد و أئمہ کو حکومت کی وساطت سے اسی طرح امداد دی جائے جس طرح ہندوستان میں چرچ اور اس سے متعلقہ مذہبی محکمے کو برطانوی عہد حکومت میں دی جاتی تھی۔ اس زمانے میں عام ٹیکس کے ذریعے سے بالواسطہ مدد بھی مشنریوں کو ملتی تھی اور براہِ راست اعانت بھی کی جاتی تھی۔

۹- قابل اور اہل مصنفین سے اسلام کی تعلیم اور اس کی تاریخ اور نظریہ پاکستان سے متعلق کافی لٹریچر تیار کرا کے حکومت کی طرف سے اسے پاکستان کی جملہ قومی اور علاقائی زبانوں میں شائع کیا جائے۔ اسے یا تو بلا قیمت تقسیم کیا جائے اور یا ارزاں فروخت کیا جائے۔

۱۰- دیہاتی علاقوں میں آرٹ اور ثقافت کے نام پر جو بے حیائی اور بد اخلاقی کا سیلاب آرہا ہے۔ اور جن خواہش کو رواج عام دیا جارہا ہے ان کی طرف اولین توجہ کی جائے۔ سرکاری حکام کو ہدایت دی جائے کہ وہ ان نام نہاد کلچرل تقاریب اور ورائٹی شوز کی صدارت اور سرپرستی نہ کریں جنہیں آج کل اباحیت پسند عناصر کثرت سے پھیلا رہے ہیں۔

۱۱- تمام اجنبی مشنری تعلیم گاہیں اور ہسپتال فوراً حکومت کی تحویل میں لے لیے جائیں اور انہیں یا تو پاکستانی سٹاف کے ذریعے سے چلایا جائے یا پھر ان کے لیے اگر ضرورت ہو تو غیر ملکی ماہرین کی خدمات خود حکومت عارضی طور پہ حاصل کرے۔

۱۲- اس قسم کے تمام سوقیانہ لٹریچر غیر اخلاقی فلموں اور دیگر مخرب اخلاق مشاغل سے قوم کے نوجوانوں کو بچایا جائے جن کی ملک کے ہر بڑے شہر میں بہتات ہے اور جن کی وجہ سے مغربی ممالک میں جرائم پیشہ نوعمروں کی کثیر تعداد پیدا ہو چکی ہے۔

۱۳- عیسائی مشنریوں کو اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف اعلانیہ بد زبانی سے قطعاً روک دیا جائے۔ انہیں نئے مراکز کھولنے کی اور اکثریت کے جذبات مجروح کرنے والی حرکات کی ہرگز اجازت نہ دی جائے۔

۱۴- پاکستان میں سارے متداول عیسائی لٹریچر کا گہرہ جائزہ لیا جائے اور اس میں جتنا مواد بھی اکثریت کے احساسات کو ٹھیس لگاتا ہے یا کسی دوسرے لحاظ سے منافی تہذیب و اخلاق ہے۔ اسے فوراً خلاف قانون قرار دیا جائے، اور آئندہ بھی جتنا عیسائی لٹریچر شائع ہو اس پہ بھی اسی نقطۂ نظر سے کڑی نگاہ رکھی جائے۔

۱۵- حکومت ملک میں مشنری سرگرمیوں کی پوری پوری نگرانی کرے اور جہاں ضروری خیال کرے ان پر قدغن لگائے۔ مختلف مشنری تنظیمیں جتنے کارکن، فنڈ اور ساز و سامان باہر سے درآمد کریں ان کا باقاعدہ ریکارڈ وقتاً شائع کیا جاتا رہے۔ اگر ملک کی نوخیز مادی صنعت و حرفت کو باہر کی ترقی یافتہ اور منظم صنعت کاری سے بچانے کے لئے حفاظتی حدبندیاں عائد کی جا سکتی ہیں تو جو قوم کی سیاسی زیردستی اور تہذیبی غلامی کے بعد حال ہی میں آزاد ہوئی ہے اس کی روحانی اور ایمانی طاقت اس امر کی زیادہ محتاج ہے کہ اس کی بھی محافظت کی جائے۔

## اطلاع

دورانِ کسٹم کسی حاجی صاحب کی ایک بوری بمعہ ایک اٹیچی کیس ہمارے سامان کے ساتھ آگئی ہے جس پر اقبال لاہور لکھا ہوا ہے جس صاحب کی ہو نشانی بتلاکر حسب ذیل پتہ سے لے سکتا ہے۔

قاری عبدالرزاق مدرس مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم کوٹ ادّو ضلع مظفر گڑھ۔



## اطلاع

محترم قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو جامع مسجد گل بہار کالونی ۲ پشاور شہر میں درس قرآن دیتے ہیں۔

## جلسے

● دارالعلوم مدرسہ عربیہ اسلامیہ رجسٹرڈ بورے والہ ضلع ملتان کا سالانہ عظیم الشان جلسہ ۲۵ر۲۶ر۲۷ر محرم ۹۰ھ مطابق ۳ر۴ر۵ر اپریل ۷۰ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار منعقد ہوگا جس میں مولانا محمد علی جالندھری، مولانا مفتی محمود صاحب، مولانا درخواستی صاحب، مولانا غلام غوث صاحب، مولانا مجاہد الحسینی صاحب، مولانا محمد ضیاء القاسمی اور دیگر بلندپایہ اکابرین امت تشریف لائیں گے۔ (6269)

● مدرسہ خیر المدارس ملتان کا انتالیسواں سالانہ جلسہ ۱۸ر۱۹ر۲۰ر محرم الحرام ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۷ر۲۸ر۲۹ر مارچ ۷۰ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار انشاءاللہ تعالیٰ مدرسہ ہذا میں منعقد ہوگا جس میں حسب دستور سابق ملک و ملت کے ممتاز علماء کرام و مشائخ عظام اصلاحی و اخلاقی مضامین عالیہ بیان فرمائینگے۔

● مدرسہ عربیہ اسلامیہ خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ کا سالانہ تبلیغی جلسہ مورخہ ۲۰ر۲۱ر۲۲ر مارچ مطابق ۱۱ر۱۲ر۱۳ر محرم بروز جمعہ ہفتہ اتوار ہو رہا ہے جس میں ملک کے مشہور علماء ربانی خطاب فرمائیں گے۔

بچوں کا صفحہ

# مسواک کے فائدے

ابوالریاض بہاولپور

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں دین اور دنیا کی سب بھلائیاں جمع ہیں۔ مثلاً اسلام صفائی پر بڑا زور دیتا ہے۔ جسم اور لباس پھر گھر اور ماحول کی صفائی تک سب کو ثواب میں داخل فرماتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ صفائی پسند لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ طہارت ایمان کا ایک حصہ ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

صفائی کو رکھو ہمیشہ عزیز
صفائی سے بہتر نہیں کوئی چیز

پانی ایک بڑی نعمت ہے۔ اور یہی ایک صفائی کا ذریعہ ہے۔ اور اس کا استعمال ہر عبادت سے پہلے وضو کی صورت میں تجویز فرمایا ہے معدے کی اکثر بیماریاں منہ کی کثافت اور دانتوں کی خرابی سے پیدا ہوتی ہیں قربان جائیے حضور صلعم پر جنہوں نے وضو میں مسواک کو مسنون قرار دیا ہے اور ثواب کے ذریعے حوصلہ افزائی فرما کر مسواک کی اہمیت اور معدہ کی بیماریوں کا علاج فرما دیا ہے۔ بھلا جو شخص پانچوں وقت وضو میں مسواک کرے گا اس کے دانت کیسے میلے اور مسوڑھے کیسے خراب ہو سکتے ہیں۔ بلکہ مسواک کے استعمال سے دانت صاف اور مسوڑھے خشک رہتے ہیں کثیف لعاب نکل جاتا ہے۔ اور دانت مضبوط رہتے ہیں۔ کھانا اچھی طرح سے چبایا جا سکتا ہے۔ ورنہ دانتوں کی خرابی سے معدے کی اکثر بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ کتنا سادہ اور مفید عمل ہے۔ جس میں دنیا اور دین: دونوں بھلائیاں موجود ہیں۔

مسواک کے ظاہر اور باطنی فائدے اس قدر ہیں کہ دور حاضر کے ڈاکٹر اور اطبا سب اس بات پر متفق ہیں۔ کہ دانت اور دہن کی صفائی کے لئے مسواک سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں برش بھی اس کا بدل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے بال تیز اور سخت ہوتے ہیں۔ مسوڑھے چھل جاتے ہیں۔ مسواک کے ریشے نرم اور ملائم ہوتے ہیں۔ مسوڑھوں کو ضرب نہیں آتی مسواک جال (ون) کی بہتر ہے۔

(۱) حضور نے فرمایا مسواک کے ساتھ ایک رکعت بغیر مسواک کے ستر رکعت سے بہتر ہے (ترغیب صفحہ ۸۴)

(۲) مسواک منہ کو صاف کرتی ہے اور خدا کی خوشنودی بڑھاتی ہے۔ (بخاری شریف)

(۳) جو مسواک کے وضو سے قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ فرشتے محبت سے اس قرآن کو سنتے ہیں۔ حضورؐ نے وصال کے وقت بھی مسواک استعمال کی تھی جسے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنے منہ سے چبا کر پیش کیا تھا۔ سبحان اللہ مسواک کی اہمیت اور حضرت صدیقہؓ کا مقام کتنی بڑی شان ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا مسواک بلغم کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔ صحابہ کبار تیر اور تلوار کے ساتھ مسواک رکھتے تھے اس کے علاوہ بھی بے شمار فوائد ہیں۔ منہ کی بدبو کو دور کرتی ہے۔ دانت اور مسوڑھے مضبوط رکھتی ہے۔ منہ سے بدبو نہیں آتی ورنہ مجلس میں منہ کی بدبو سے شرمندگی ہوتی ہے متعدی امراض کے جراثیم مسواک سے مر جاتے ہیں۔ آنکھ کی بینائی اچھی رہتی ہے معدہ درست رہتا ہے۔ غذا ہضم ہوتی ہے۔ اور سنت کا ثواب علیحدہ ملتا ہے۔ خدا کی خوشنودی اور نیکیاں بڑھتی ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک جنگ میں فتح حاصل نہ ہو سکی تو صحابہ کبارؓ نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ مسواک کی سنت چھوڑنے سے ناکامی ہوئی ہے چنانچہ سنت جاری کرنے کے بعد حملہ کیا تو فتح سے سرفراز ہوئے۔ غور کریں کہ اتنی مصیبت کے وقت بھی صحابہ کبارؓ سنت کا خیال رکھتے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا "علیکم با السواك"

اسی ضمن میں ایک شاعر کے چند اشعار بھی پڑھیئے اور لطف اٹھائیے ؎

مسواک نبی کی سنت ہے
محبوب یہ پیاری خصلت ہے
دانتوں کی صفائی ہوتی ہے
روشن بینائی ہوتی ہے
ہم دانت جو مل کر دھوتے ہیں
مضبوط مسوڑے ہوتے ہیں
یہ فہم کو تیز بناتی ہے
نسیان کو دور ہٹاتی ہے
یہ سانس کو صاف چلاتی ہے
تکثیر لعاب گھٹاتی ہے
یہ بلغم صاف کراتی ہے
ٹی بی کا اثر دباتی ہے
فرمانِ نبی پر کان دھرو
مسواک کرو۔ مسواک کرو

## امیر المومنین معاویہؓ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالےٰ عنہ

حافظ نور محمد انورؔ

آسناؤں تجھ کو میں اک مردِ حق کا ذکرِ خیر،
ملّتِ اسلام پر ہے جس کے احسانوں کا بار
جس کو عزّت سے سبھی کہتے ہیں خال المومنین
مرتبہ میں جو ہے اصحابؓ نبیؐ میں باوقار
پرچمِ اسلام دُنیا میں کیا جس نے بلند
دین و ملت کے لئے سب کچھ کیا جس نے نثار
کاتبِ وحیٔ رسالت کا شرف جس کو ملا
خدمتِ دیں عمر بھر بے شک رہا جس کا شعار
مرتضیٰؓ کے بعد آیا دور خال المومنین
بن کے فاتح وہ ہوا اسلام کا خدمت گزار
اس قدر تھی اُلفتِ حسنینؓ اس کے قلب میں
عمر بھر دیتا رہا ان کو وظائف بیشمار
رُوم و ایران کے علم سب ہو گئے پھر سرنگوں
بر سرِ میدان جو چمکی اس کی تیغ آب دار
صد ہزاراں رحمتیں ہوں اس کے مرقد پر مدام
جس کی سب خدمات دینی ہیں قبولِ کردگار
انورِ مسکین اس کی منقبت کیا لکھ سکے
کی دُعا جس کے لئے ختم الرسلؐ نے بار بار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

# The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱-۲۴۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۲۷۸/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM ۲/۴۶-۳۱۰-۵ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

## بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور
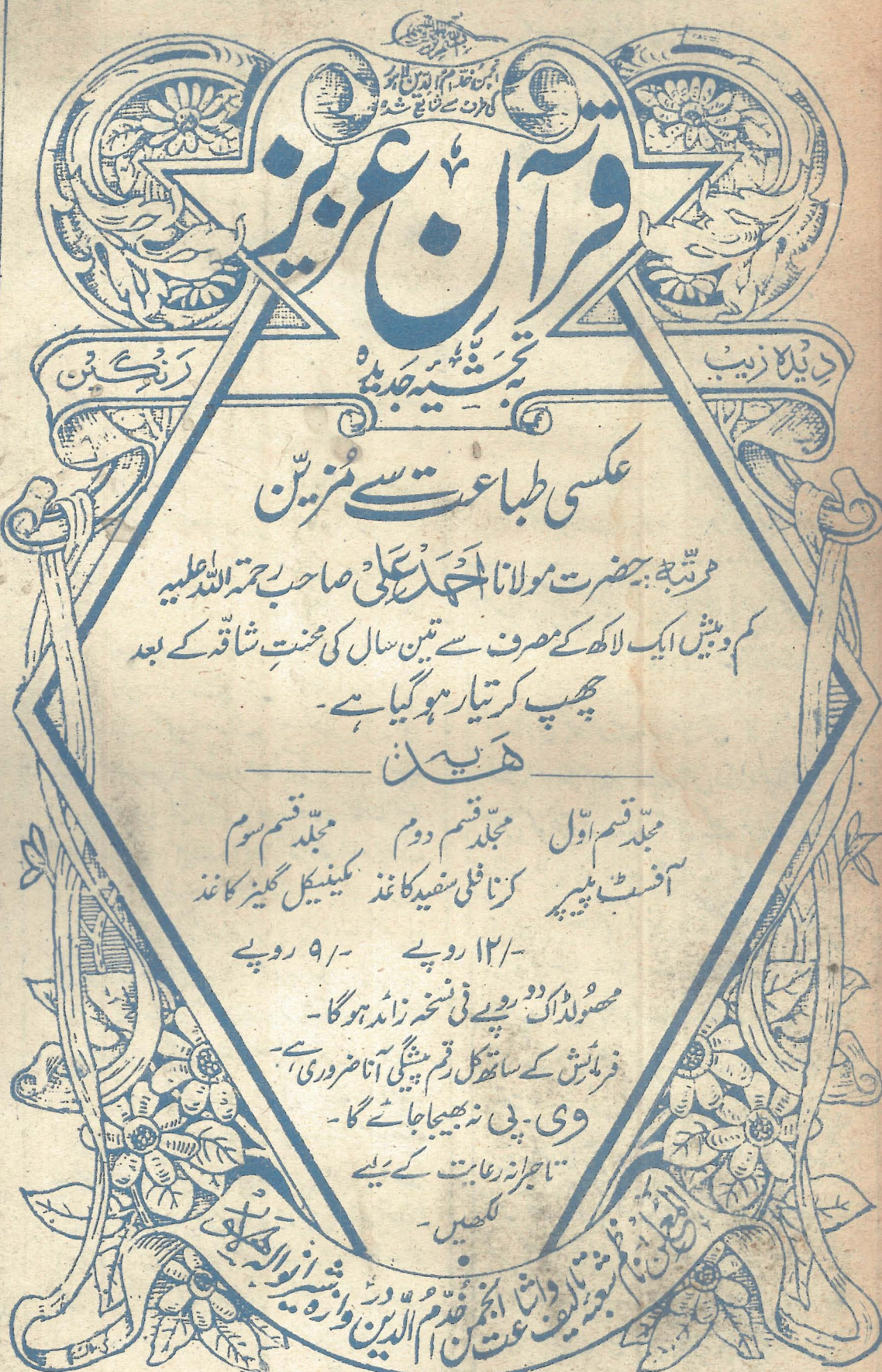
| | | |
|---|---|---|
| پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ | .. | ۱۱ |
| " " ششماہی | .. | ۶ |
| " " " | .. | ۳ |
| سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ | .. | ۴۲ |
| " " بحری جہاز | | ۱۵ |
| " " ہوائی ڈاک ششماہی | .. | ۲۱ |
| " بحری | .. | ۱۱ |
| انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ | ۴۰ | ۷۳ |
| " " بحری | ۸۰ | ۲۲ |

انڈیا کے خریدار اپنا چندہ منیجر ماہنامہ "الفرقان" کچہری روڈ لکھنؤ ارسال کرکے ڈاک خانہ کی رسید ہمیں ارسال کر دیں۔

(سرکولیشن منیجر)

# قرآن عزیز

بہ تحشیہ جدیدہ

رنگین — دیدہ زیب

## عکسی طباعت سے مزین

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنت شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

### ھدیہ

| مجلد قسم اول | مجلد قسم دوم | مجلد قسم سوم |
|---|---|---|
| آفسٹ پیپر | کرنافلی سفید کاغذ | مکینیکل گلیز کاغذ |
| | ۱۲/- روپے | ۹/- روپے |

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔

فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔

وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔

تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا و سیدنا تاج محمود امروٹی نور اللہ مرقدہٗ

رعایتی ہدیہ فی جلد ۵/۵۰ ڈاک خرچ ۱/۵۰

کل -/۷ روپے پیشگی بھیج کر طلب فرمائیں

دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا